



# الہلال

جس میں قبور و قبہ جا کے متعلق تمام ضروری و شرعی معلومات یکجا ہیں

— از —

حضرت امام الوقت ملک العلماء مولانا عبد الباری صاحب قبلہ

و جناب مولانا محمد عنایت اللہ صاحب ہنگامی محلی

و مولوی سید اعجاز علی صاحب اجیری

مرتبہ

شہید انصاری فرنگی محل لکھنؤ

بابتہام حامد حسن علوی دبیر کمال

مطبوعہ نیرسریں پانچواں سال ۱۳۵۷ھ



# بسم اللہ الرحمن الرحیم ساما و مصلیا و مسلماً مسئلہ قبور و قبہ جات

افاضہ امام الوقت ملک العلماء حضرت مولانا عبد الباقی صاحب لہذا علی نبی  
 (منقول از اخبار ہمدرد دہلی مورخہ ۱۶ صفر ۱۳۸۵ھ ہجری)

مشہور ہے کہ حضرت محمدؐ نے وہ درخت جس کے نیچے بیعت الرضوان میں حضورؐ نے سایہ  
 لیا تھا بخون پرستش کھدوا ڈالا مگر یہ نہیں کھا جا تا کہ صحابہ کے وقت میں آثار پر جو  
 مساجد تھے انکو حضرت نے کھودنے کا حکم نہیں دیا حالانکہ لوگوں کی زیارت پر نہ نہیں  
 کی چنانچہ اپنے ساتھی سے کہا کہ ان مساجد پر اگر وقت نماز ہو تو پڑھ لیا کر داور فرمایا  
 کہ انکی متین اسی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں کہ انھوں نے معبد ایسے آثار بنایا تھا کہ  
 سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ زمانہ صحابہ میں لوگ اسکی زیارت کرتے تھے حضرت کے تشدد  
 کے باوجود انھوں نے نہ تو لوگوں کو زیارت و نماز سے باز رکھا نہ مساجد کو شکست کرایا  
 تفصیل اسکی غالباً مولوی عنایت اللہ صاحب کے مضمون میں ہوگی اس واقعہ کو  
 حضرت محمدؐ کے کنز العمال میں روایت کیا ہے۔

مسجد ہر حالت میں قابل احترام ہو خصوصاً وہ مساجد جو تاثر متبرکہ میں ہوں میں نہیں سمجھتا  
 کہ نجدی یہ کیوں کرتے ہیں اور مزار کے قبوٹوں اور مساجد کو کیوں ٹراتے ہیں۔ مولے اسکے  
 اور کوئی وجہ نہیں کہ انہیں اعلیٰ پربریت البتک موجود ہو مزارات کے حواریں مسجد بنانے کو  
 نام علماء نے جائز بتایا ہے اور قرآن شریف کو اس کا جواز اس آیت سے نکلتا ہے جسکو چھوڑ  
 نے لکھا ہے آپ اُسکو بغور ملاحظہ کیجیو وہ مساجد بنائیں تو اپنے خوش اعتقاد اچھے لوگ تھے جیسا کہ  
 تفسیر کبیر سے معلوم ہوتا ہے انھوں نے مسجد مسلمانوں کیلئے بنوائی تھی جیسا کہ مدارک سے  
 معلوم ہوتا ہے۔ ابن کثیر کا اپنا تخیل قابل احتجاج دیگر کیا رہے علماء کی مقابل نہیں ہے  
 جس حدیث کو انھیں استدلال کیا ہو وہ حدیث اُنکے مدعا پر دلالت کرنے سے قاصر ہو۔

- آپہ خود ملاحظہ کیجیے کہ لتخذن علیہم مسجد اقصیٰ میں بلا انکار اور اعتراض کے  
 مذکور ہے اور علی بنی عند کے ہوا سی وجہ سے مفسرین کہتے ہیں علی باب الکھف بر خلاف حدیث  
 کہ اسی میں مذکور ہے کہ لتخذن واقبوا انبیاءہم مساجد خود قبروں کو وہ جگہ وہ  
 بناتے تھے قبروں کو مسجد کرنا اور اُنکے قرب میں مساجد بننا دونوں کا فہم آپ خود ملاحظہ کریں  
 اس سے تعارض دونوں نصوں میں نہیں ہوا سی وجہ سے ہم قرآن پر عربی علم رکھتے ہیں اور  
 حدیث پر بھی اور کہتے ہیں کہ تہجد مقابر اور حواریں میں مسجد بننا مستحسن ہو مگر قبر پر  
 مسجد بنانا ناجائز ہو پہلا اس قرآن کو ثابت ہوا اور دوسرا حدیث کو ثابت ہو چکا ہے۔

ہاں جو لوگ اس آیت کو بتا علی التیور کے جواز پر استدلال کرتے ہیں اُنکی توجیہ میری سمجھ  
 میں نہیں آتی۔ باوجود اسکے خفاجی اید روح المسانی دلسے میں نے میں آسمان کا درجہ چھوڑ کر

میں پتہ تو نہیں۔ ان کے اقوال ان کے برعات کی تائید میں قابل قبول نہیں ہیں۔ بیضاوی اور دکانم راوی ہی مرد وغیرہ جو تصریح کرتے ہیں وہ قوی ہو۔ الموصی نے جو دلیل بیان کی ہو وہ بھی قابل حجاج نہیں ہے۔ اسی وہ جو ابن کثیر نے لکھی ہے آپ خود اسپر غور کریں تو یہ بات ظاہر ہو چکے کہ تپور کو مساجد بنانا اور اہل حق و عدالت کو زنا امر آخرہ اور قبور کے کنارے مسجد بنانا امر اکھیرہ حضور کا یہ کرم ہو نہ تھا بزمین خصوصاً لیلۃ الیات میں متواتر ہے۔

سب سے کیا غبار پر تپور کا بنانا مجھے بہت حیرت ہوئی کہ جب تلاش کیا تو اسکی ممانعت پر کوئی نص نہیں ملی آپکی صرف وہی حدیث جسکو میں نے آپسے زبانی عرض کیا تھا کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البناء علی القبور یہ حدیث صحیحہ مدعا میں غلطی کا ہی ہے نہیں معلوم ہوتا ہے کہ نبی سے کیا مراد ہے جو نبی تحریری یا تشریحی بظاہر نبی تشریحی ہو جیسا کہ ہم ظہرۃً اذہا۔ سوا ربنا و غیر ما یا ہو یعنی عن تشیید البناء ضبط کرنے کو کہ کلمات کے پڑھنے کا یہ بیوک ظاہر ہے کہ تشریحی تھی ورنہ بڑے بڑے ممانعت سب کے بعد اگر چھینکر دینا چاہیے پھر ہمارے علی القبر سے یہ مراد ہو آیا اسکے گرد اگر کچھ نہ پایا اسپر نہ بنا تھا ہوتا ہے کہ عند کسی بنی بن علی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ معنی مجازی ہیں لہذا اس سے خود نفس قبر پر بنائی جانے والی چیز کی کہ چونکہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز درست نہیں ہے لہذا معنی سے احتمال مانا ہی نہیں جاسکتا تو اسباب ایسا کہ یہ حکم عام قبور کا ہے مخصوص قبور کا نہیں ہے۔ اس امر کی تخصیص علیہ کی عبارات سے ہے اور خود حضور اقدس کے مزار سے ہے کہ اندر حجر و حضرت عائشہ کے ہوا میں مستحق تہنہ گنبد کی تو اسوقت مسجد بھی نہیں تھی جسی حیثیت مسجد کی تھی ویسی جو حضرت عائشہ

کی جی حضرت عمرؓ نے اسکی حرمت کرانی اور حضرت عمرؓ بن عبد العزیز نے نئے سرے سے اسکی تعمیریاتی  
 مصالک و قتمین بنانا انکار کے قبضہ پر ملکر عوارجے قیہ کستہ میں ہونا ثابت ہوتا ہو۔ بعض نے اسکی  
 مخالفت کی تو وہ بھی بطور کراہت تنزیہی کے ہو۔ نہی خود اسکے امکان وقوع پر ولایت کئی ہو  
 اور نہی چیز کو تنزیہی ہو تو اسکا اثر مقدر ہوگا جو دیگر امور خلاف اہل کا ہو مابین اس اور ساکن و  
 ملک و دیوین جتنی جتنی وسعت ہوتی گئی، مال میں ترقی ہوتی گئی، ذوق اور مردوں و قوت  
 کی یکسان حالت ہو۔

یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ صیغہ نفی یعنی کلا تفعل سے چاہے تحریم ثابت ہو مگر لفظ نفی  
 سے جسکے معنی روکنے کے ہیں تحریم کا بلا قرینہ ثابت ہونا غیر مسلم ہو ورنہ اسی لفظ سے گرم  
 ممانعت سے منع کیا ہو۔ ہر روز کنگلی سے منع کیا ہو۔ دُھوپ چھانین بیٹھنے سے روکا ہو۔ دھوا  
 جانوروں کے ذبیحہ سے رکھا ہو۔ یہ سب بھی حرام ہو جائیں گے۔ ہاں بعض محرمات کو بھی اسی لفظ  
 سے روکنے کا ذکر ہو تو انکی تحریم دوسرے صیغوں سے ثابت ہو مگر تحریم کا حکم اپنے پیرا جاتا ہو لفظ نفی کی تحریم ثابت نہیں کی گئی ہو  
 اول درجہ ممانعت کا مکروہ تنزیہی ہو اور خلاف اولیٰ ہو نہی مراد ہو سکتی ہو لیکن یہ بات غلط ہے  
 نہ تو چاہا ہے کہ خلاف اولیٰ کسی مرتاخر سے اور سبب قوی سے مستثنیٰ بلکہ اگر مقدمہ وجہ ہوگا  
 تو واجب ہو جاتا ہو وہ کچھ حرام نہیں ہو جسکا ازالہ لازم ہو۔ بلکہ حرام ظنی ہی حسب تصریح ظنی  
 شکیانی کے اس قتال ہو کہ اسپر سکوت کیا جائے تو جو لوگ قیہ کی تحریم کے قائل ہیں وہ بھی سکوت  
 ہی کو مقدم کرتے ہیں۔ میں نے باتیں اخذی اعظم ملینا سید الخیؒ مکروہ تنزیہی کا قول اختیار کیا  
 ورنہ عام علماء و اکابر نے قبور صلا پر قیہ کا بنا تا مستحسن لکھا ہو فقہا کی مبادی میں یا محمد بن کے

ارشادات میں تحریم کا پتہ نہیں چلتا ہر اور تخصیص کسی کی نہیں ہر حالانکہ نصوص فقہی ائمہ طہارین  
 بولے جاتے ہیں مگر وہ عقیدہ ہوتے ہیں کسی نہ کسی معتبر کتاب میں اسکی تخصیص اور قید ظاہر  
 کر دیکھائی ہو۔ چنانچہ ان احکامات مطلق کی قید بھی فقہ میں موجود ہے وہ یہ ہے کہ اگر بغیر فائدہ یہ  
 عمارت ہو تو مکروہ تنزیہی ہو اور اگر ملک ہو تو ذی مالک غیر من ہو تو حرام ہو اور اگر فائدہ متبہ ہو  
 تو مکروہ بھی نہیں ہو بلکہ محسن ہو اور انکے فوائد سے یہ لکھا ہو کہ انہیں فائدہ پہنچنے کے لیے جو لوگ  
 آتے ہیں انکو راحت ہو لوگوں کی نظر و بین غفلت اہل قبر کی ظاہر ہو و غیر ذلک۔ اسید ہو کہ  
 ان سب کو صرح مولوی عنایت اللہ علیہ لکھینگے۔ قبور پر قہن کی بجنسہ وہی حالت ہے جو مسابہ  
 کی ہو۔ ولید کی بتائی ہوئی مسجد ایمان بن عثمان کو ناپسند ہوئی کیا شاندار مسجد بن جو سلف  
 کے زمانہ میں تھیں اگر وہ مکہ و دالی جائیں تو بتائیے کہ یہ سنت ہو گیا یا بدعت۔ میرے نزدیک  
 تو بدعت ہے جو اس واسطے کہ اس قسم کے احکام دنیا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رحم و رابع  
 کے اعتبار سے روک رکھا تھا اور مصارف کی تعلیل کی وجہ سے باز رکھا تھا ورنہ کوئی ایسی شیخ غبی  
 کہ روکی جاتی۔ اب یہ کہنا کہ اسکے اندر بدعات ہوتے ہیں بغیر تسلیم انکو روکا جاسکتا ہو  
 مکانات اور عالی شان محلات میں تو محرمات ہوتے ہیں تو انکی وجہ سے مکان نہیں گرا دیا  
 جاتا ہو اگر کسی کا مکان گر آیا جائے تو انکی توہین ہو یا نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان خوش  
 کو اس سے کیا فائدہ ہے۔

اسپر ہم مہر کرتے اگر اندیشہ نہ ہو نا کہ خانہ کعبہ کی وقعت اتنی مطلوب اہل اسلام میں نہیں  
 جتنی مدینہ طیبہ کی غفلت و محبت ہر ادا میں بھی اقلات ہو۔ امام شافعی تو جلد کعبہ کو نسبت



ہونے کے قابل ہیں امام ابوحنیفہؒ توفضا کافی سمجھتے ہیں۔ قوی اندیشہ ہے کہ لوگ جدا رہی کو قبور  
عبادت سمجھیں اس واسطے اگر ایک موجد جذبہ توحید میں آئے اسکو ڈھالنے تو پھر ممکن اعتراض ہو سکتا  
کیا یہ نشان لارڈ کچنگ کا جسکی بنیاد پر خدام کہہ قائم ہوئی نہیں پورا ہو سکتا ہو۔ اسکو خور و غور و فکر و حوصلہ  
تکجیے۔ ہمارے جہتد راندیشے ہیں سب ایک ایک کر کے پورے ہو رہے ہیں۔ اللہ انکو پورا کرے  
دین مرزا اسلامی تشریف لیا دیکھا۔ مگر اب کہاں رہا ہے؟

تیسرا دم تعمیر قبور کا ہے۔ میں اسکا اپنا عقیدہ اپنے جدا کریم مولانا عبدالرزاق قدس سرہ کی عبادت  
میں پیش کیے دیتا ہوں جو نفوس شریعہ ستوارہ و متفقہ پر مبنی ہے۔ اسپر بھی کتابوں کہ کسی کو باور  
ہو یا نہ ہو مجھے اس پر اعتقاد ہو یہ ہے۔ انبا غیبیہ صفحہ ۳۳ مطبوعہ مجتہدائی۔ اور قبر بمنزلہ جسم کے  
ہو جاتی ہے پس جو معاملات کہ زندہ دن کے جسم کے ساتھ زمینیں روح کو ایذا ہوتی ہو اسی طرح دفن  
کے بعد قبر کے ساتھ معاملات کرنے سے روح کو ایذا ہوتی ہو۔ اور جو معاملات زندہ کے ساتھ  
کرنے سے باعث فرحت روح ہوتے ہیں وہ قبر کے ساتھ کرنے میں بھی باعث فرحت روح  
ہوتے ہیں۔ پس جو جو تعلیمات کہ حالت حیات میں اہل قبور کی واسطے عمل میں آتے تھے قبور کے  
ساتھ دیکھا حفظ لازم ہے۔ لیکن جو تعلیم منوعات شرع سے ہو وہ ہر وقت ممنوع ہے پس بنانا  
قبر بنیاد واسطے نشانی باقی رہنے کے درست ہے یہ عبارت رسالہ مذکورہ کی ہے علامہ عثمانی  
وغیرہ وغیرہ تصریح کرتے ہیں کہ قبور کفار تو کمودے جاسکتے ہیں مگر قبور اہل اسلام نہیں کھو سکتے  
جدا سکتی ہیں بلکہ بعض فقہاء متقدمین نے تو کفار کج نفس قبور کو بھی بردہ نہیں رکھا ہے مسلمانوں کو  
قبور کا کمودنا تو سب کے نزدیک ہلکے حرمت اصحاب قبور کی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ عموماً قبر زمین سے بلند کی گئی ہے خصوصاً آنحضرت کی قبر کہ وہ ایک بالشت یا کچھ کم یا کچھ زیادہ بلند ہے۔ اچھا مزار ماہی پشت تھا یا مربع اس میں اول قول ائمہ ثلاثہ کا ہوا دوسرا قول امام شافعی کا ہے مگر دونوں کے نزدیک جائز ہے کہ دوسرے قول پر عمل کیا جائے۔ صرف انفضلیت اور سننیت اور عدم افضلیت میں خلاف ہے۔

اچانکہ ایک حدیث حضرت علی کی ہے جو حکوین نے ذکر کیا ان میں ہے کہ اس کے علاوہ ثلاثہ کو بھی حسن صحیح بلکہ ضعیف بھی کوئی دوسری حدیث نہیں ملی۔ اول تو قصہ حال ہے معلوم نہیں حضرت عیسیٰ و یحییٰ کی قبر کے برابر کرنے کا حکم ہوا تھا بظاہر کفار کے قبور کا حکم ہوا ہوگا اس واسطے کہ اس وقت ہی قبر تھے پھر علت عبادت تھی یا کوئی دوسرا مہر اس کی تعیین کہ وہ کتنا بلند ہونے پر برابر کر دی جائے غیریہ ذکر پر کس شے کے برابر کر دی جائے یہ بھی مجہول ارشاد ہوا ہو لا متشرفاً الا سویۃ نہ کوئی قبر بلند یا اون میں مگر یہ کہ اسکو برابر کر دین بظاہر معہم ہوتا ہے کہ قبر بنیف سے مراد وہی قبر ہے جو کہ حد سے متجاوز بلند کیا ہو ورنہ چاہیے تھا کہ آنحضرت کے مزار کو بھی زمین کے ساتھ ملا دیتے یہ امر ظاہر ہے جو اس حدیث کو جہور اہل سنت نے غیر قابل تعلق سمجھا اور یہ مسلک صرف اہل حق کا ہے اس واسطے کہ یہ تمام تراویث و افعال کے خلاف ہے جو خود آنحضرت کے زمانہ میں حضرت بلال نے قبر حضرت ابراہیم کو بنایا اور اس پر پانی ڈالا اس سے غارت سے قنایا گیا جو انکھلا ہے اگرچہ یہ قبر کبریا بھی کردہ سن رہی ہے بوسیا کہ نہی اسکے بارہ میں وارد ہوئی ہے مگر نشان قبر نہ شے کے خیال سے خود حضرت علیؑ نے حضرت عثمان بن مظعون کے مزار پر تختہ رکھا تھا وہ اس قدر بڑا تھا کہ جن صاحب کو حکم دیا کہ اٹھائے اٹھانے کا تو خود اٹھائے نہ مردی اس سے

بغیر قبضے کے جواز پر دلیل لائی جاتی ہے اور وہ حدیث حسین بنی ہاشمیؑ کی ہے جو یا نبیؐ کی قبر پر دخول ہوئی یا نسخ پر کیونکہ پہلے زیارت قبور کی بھی ممانعت تھی جب اس کا جواز ہوا تو قبور کا قائم رہنا بھی جائز ہو گا۔

قبر پر کتابت لکھنی بھی نہیں ہوئی ہے امام ابو حنیفہؒ اسی پتھر والی حدیث سے اسکے جواز کا حکم دیتے ہیں کیونکہ مقصود شارع نشان قبر کا قائم رکھنا ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء نے زمین کی کھدائی کے باعث پختہ کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے تو تابوت کا اور وہ بھی لوہے کا ہو تو اسکی بھی اجازت دیدی ہے اور علت بنی کو بھی مختلف ظاہر کیا ہے۔ یعنی نے بلندی کی بھی کوئی حد نہیں رکھی ہے۔ خصوصاً اہل شہر کے لیے اور واقعہ یہی ہے کہ کوئی دلیل حرمت یا کراهت تحریمی پر قائم نہیں ہے حتیٰ کہ بفتح قبر میں تو شوکانی صاحب کو بھی کہنا پڑا کہ تحریم اسکی ظنی ہے اسوجہ سے سکوت جائز ہے۔ پھر اسکے اندام کی کیا وجہ ہو۔

الحاصل آپؐ سمجھ لیں کہ ہم قبروں کی توہین کو مثل زندقہ کی توہین کے سمجھتے ہیں اسکو کوئی معمولی امر نہیں سمجھتے۔

## قبون کی حرمت پر ایک نظر

از جناب مولانا محمد عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند

اخبار ہمدرد مورخہ ۳۰۔ اگست ۱۹۵۵ء میں ایک مضمون مزارات پر قبون وغیرہ بنون کے متعلق عدم جواز کا نظر سے گذرا میرا خود پہلے سے بھی خیال تھا کہ قبون اور بچتہ قبروں کے جواز و عدم جواز متعلق ایک مضمون لکھوں مگر دوسرے مشاغل کی وجہ سے اس ارادہ کو پورا نہ کر سکا کہ ہمدرد کے اس مضمون نے میرے ارادہ کو بچتہ کر دیا خاص کر مولانا محمد علی رضا کی خواہش نے اور زائد اس امر کی جانب توجہ دلائی۔ ہمدرد کے مضمون نگار مولانا عبدالحی رضا فاروقی پروفیسر جامعہ ملیہ ہن مولانا موصوف نے شرح مضمون میں یہ تسلیم کیا ہے کہ قرآن پاک میں قبون و مزارات وغیرہ کے احکام موجود نہیں ہیں اور ایک آیت جس سے جواز ثابت ہوتا ہے وہ بقول ابن کثیر و آلوسی لائق احتجاج نہیں ہر اسکے بعد مولانا نے احادیث فقہیہ عدم جواز ثابت کیا ہے۔

ہم اپنے مضمون میں سر دست یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن و حدیث و جمیع ائمہ و فقہاء و قیاس کسی سے بھی قبون اور مزارات کو زمین سے بلند کرنے اور ان کے پاس مسجد بنوانے کی حرمت تو کیا کراہت تحریمی بھی ثابت نہیں ہوتی پس ان کو کھدوا دینے اور برباد کر دینے کی کوئی علت موجبہ نہیں ہے۔ بلکہ خونِ فتنہ بین المسلمین و شائبہ اہانتِ قبور کی وجہ سے قبور و قبون کے اہدام سے باز رہنا شیوہ ہمدردان اسلام ہونا چاہیے۔  
اولاً ہم مولانا کو یہ امر بتانا چاہتے ہیں کہ قرآن کی جو آیت مولانا نے تحریر فرمائی ہے یعنی

فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتُمْ  
عَلَيْهِمْ رَسُولًا ۚ

وہ صراحتاً آپ کے اقرار کے بموجب مدعی نے خلافت اور ابن کثیر اور حال کے علاوہ  
آلوسی کی عبارتیں قرآن کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی نہیں ہو سکتی ہیں اور بقول مولانا  
محمد علی کے قرآن کا مقابلہ تو حدیث متواتر بھی نہیں کر سکتی چہ جائیکہ مفسرین کی عبارتیں  
اور ایک غیر مشہور تفسیر کے اقوال کے علاوہ آلوسی کی عبارتوں کو احتجاج دیا ہی ہو  
کہ خود ابن عہد الوہاب کے اقوال سے احتجاج کیا جائے کون نہیں جانتا کہ آلوسی اور  
نواب صدیق حسن خان اس قدر مخیاں تھے کہ آلوسی کی تفسیر نواب صاحب مرحوم نے طبع  
کرائی۔ آلوسی زادہ نواب صاحب مرحوم کے تلامذہ میں سے تھے ابن تیمیہ ابن قیم کے  
مقلد جامد تھے ان کے اقوال سے ہستاد بلا کسی دوسری دلیل کے کیسے لائق اعتبار ہو سکتا  
اور سچ تو یہ ہے کہ اگر آلوسی کے اقوال پر ہم بھروسہ کریں تو خود مولانا فاروقی ہی کے  
اقوال پر کیوں نہ بھروسہ کیا جائے عراق تک شیعہ اہل کی کیا ضرورت ہو رہا ابن کثیر کا  
کا قول تودہ ظاہر قرآن کے مقابل ہو اور شہاب خفاجی (جنہوں نے اسی آیت سے حجت تیار  
نکالا ہے) امن کا قول ظاہر قرآن کے موافق ہے پس بکو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ہم  
کیوں نہ کہیں کہ ظاہر قرآن خفاجی کے ساتھ ہو اور متبکل کے مقابل کوئی دلیل  
نہ ہو کسی طرح اسکی تردید نہیں ہو سکتی۔ علاوہ اسکے ابن کثیر نے جن احادیث کو متبکل  
کیا ہے وہ اس آیت سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں آپ خیال فرما دیں کہ قیود کو مسجد بنانا

اور قبروں کے قریب مسجد بنانا دونوں میں کتنا عظیم فرق ہے قرآن میں جبر و اتقا کا ذکر پہلے استحقاق میں مفسرین ذکر کرتے ہیں کہ مسجد یا کعبہ پر اکین قریب بنائی گئی تھی اور یہاں احادیث میں جبریز روکی گئی ہے وہ نفس قبر کو سجدہ گاہ بنانا ہے۔ قریب اور جوار کی مخالفت اُس سے ثابت نہیں ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ قرآن مولانا فاروقی کی کسی طرح تائید نہیں کرتا جس کا خود مولانا نے اعتراف بھی کیا ہے بلکہ یہ ظاہر مخالفت کرتا ہے اب احادیث کو دیکھیں تو مولانا نے جن احادیث کا تذکرہ کیا ہے دراصل وہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک حدیث جو اکثر محدثین نے اپنی سندوں سے مختلف الفاظ سے ذکر کیا ہے یہ کہ اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہیں نبی کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا (الحديث۔)

دوسری حدیث علی کہم اللہ و جہر کی ہے جس کا ترجمہ مولانا نے حسب ذیل کیا ہے۔

کیا تمہیں نہ روانہ کروں اس کام کیلئے جس کا کام کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روانہ کیا تھا آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں کوئی اونچی قبر نہ چھوڑوں مگر یہ کہ اُس کو برابر کروں اور نہ کوئی تصویر مگر یہ کہ اُس کو مٹا دوں۔ پہلی حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے جن میں صرف قبر و نکو سجدہ گاہ بنانے کی مخالفت مروی ہے ان احادیث کو تحریر فرمایا کہ مولانا تحفہ فرماتے ہیں کتاب و سنت کی یہ تصریحات بیان گئے ہیں اس حقیقت کا اعلان کر رہے ہیں کہ قبروں پر سجدہ بنانا ائمہ کبیر کرنا وہاں جا کر مین و بکت حاصل کر نیکی کے لیے نماز پڑھنا اور اُن کے لیے اوقاف مقرر کرنا اہل اسلام ہر شریعت اسلام کو ان چیزوں سے کوئی تعلق نہیں ہے ادا ان عبادتوں کا کرنا اصل شریعت اسلام کا ایک بہترین فرمان و اگر تاہی مولانا نے اس عبارت میں دعویٰ کیا ہے

کہ ادھر کے مذکورہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے حسن بن عوف ثابت ہو گئے۔ قبروں  
 پر مسجد بنانا حرام ہے۔ قبۃ تعمیر کرنا حرام ہے۔ وہاں جا کر مین و برکت حاصل کرنے کے لیے نماز پڑھنا  
 حرام ہے۔ ان کے اوقات مقرر کرنا حرام ہے۔ ان عمارتوں کا گرانا اہم ترین فرمن ادا کرنا ہے۔  
 یہ مولانا کے پانچ دعویٰ ہیں اور مولانا کا خیال ہے کہ مذکورہ آیات احادیث سے یہ ثابت  
 مولانا خود انصاف فرمالین کہ اپنے اپنے دعوے کے موافق میں ایک آیت نصف آیت  
 ایک لفظ بھی قرآن شریف کا کہیں اوپر ذکر کیا جسے آپ کے مذکورہ پانچوں دعووں میں سے  
 ایک دعویٰ بھی ثابت ہو سکے جسے ہم میں اس کے اوپر کا ایک ایک لفظ پڑھا ہے۔ حکومت کو کہیں  
 بھی کوئی لفظ قرآن شریف کا جو اپنے اپنے دعوے کے ثبوت میں لکھا ہو نہیں ملا۔ مضمون  
 بھرتی صرف ایک آیت ذکر کی گئی ہے اور وہ صرف یہ دکھانے کے لیے کہ اس آیت سے قبہ عظیم  
 کا جو اثبات کرنا درست نہیں ہے۔ اس کا کوئی تعلق مولانا کے دعوے کے ثبوت سے نہیں ہے۔  
 جس کو صرف مولانا نے بھی صرف رد کرنے کے لیے ذکر کیا ہے اگر اسی سے مولانا کا دعویٰ ثابت ہو تو  
 مولانا نے خود ہی سکی تردید کر دی ہے تو کیا خود ہی اپنے دعوے کو رد فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ  
 تو کوئی آیت مضمون بھرتی ذکر نہیں ہے۔ اب احادیث کو دیکھیے اس میں سے کون ایک کے  
 اور سب احادیث میں قبروں کو مسجد بنانے کی ممانعت مروی ہے مولانا نے خود مسجد کا ترجمہ سجدہ کا  
 کیا ہے ظاہر ہے کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا اور چیز ہے اور قبروں کے قریب اُس سے ہٹ کر  
 مسجد بنانا اور چیز ہے اور قبۃ تو بالکل علیحدہ شے ہے اگر حدیث میں قبر کو مسجد گاہ بنانے کی  
 ممانعت ہے تو اُس کا قبہ سے کیا تعلق ہے زائد سے زائد جو ان احادیث سے ثابت ہو سکتا ہے؟

وہ یہ کہ قبر کو سجدہ نہ کرنا چاہیے۔ اب مولنا ہی بتائیں کہ تمہارے بنانے سے اسکا کیا تعلق ہے اور آپ کے دعویٰ سے تو خدا بھی اسکا تعلق نہیں ہے۔ مولنا کی خدمت میں یہ بھی گناہ فرس کہ کسی چیز کا حرام ہونا احادیث احاد سے ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر مولنا ہی کے گناہ فرس قرآن پاک کی آیت ہم استدلال کریں اور آپ کے ان پانچوں دعویٰ کے مقابل ہی آیت استدلال کریں تو غالباً مولانا کو مفتین کو کمزور اور غیر معتبر اقوال کے دامن میں پناہ لینے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا اور مولنا کے پیش کردہ احادیث احاد بھی اگر بغیر من وہ آپ کے دعویٰ کے موافق بھی ہوں تو قرآن کی آیت کے مقابل نہ ہو سکیں گی (دیکھو مولانا محمد علی ماضی قتل مرتد کے باریں) دوسری حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے جسکا تعلق قبر کو اونچا کرنے سے ہے قبرتوں وغیرہ سے اُس کا کوئی تعلق نہیں ہے جیسا کہ آپ کے ترجمہ سے خود ظاہر ہے۔

اصل یہ ہے کہ خفیا اور شافعیہ میں بحث یہ ہے کہ آیا قبر کو کاؤم ہونا چاہیے اونٹ کے کھانا کے مانند یا سطح ہونا چاہیے خفیعہ پہلے کو اور شافعیہ دوسرے کو مسنون بتاتے ہیں اور ہر ایک اپنی موافقت میں دلائل حدیث سے پیش کرتے ہیں خفیعہ چند احادیث جو اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں انہیں سے بعض حنبلی ہیں۔

عن سفیان الثمارانہ راوی قبر النبی سفیان ثمار سے مروی ہے کہ انھیں نے حضور انور کی صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری) قبر شریف ابھری ہوئی کو ہاں شکر طبع رکھی عن ابراہیم قال اخبرونی من راوی ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے جس نے



قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل ہی بکرو حضور انور ادریشین کے مزار مبارک کیلئے مین  
 عمر فاشنہ من المادین وعلیہا فلق یہ بیان کیا کہ یہ قبر عیناً اپنے خدا بزرگ پر تھا  
 من ملدا بیضی (امام محمد) اور اپنے سفیدی چھوٹی مٹی کی تھی۔

عن جابر قال سئلت ثقتہ کلہ لہ حضرت جابر سرور دی ہر کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے  
 فی قبرہ لہ صلی اللہ علیہ وسلم اب شخصوں سے سوال کیا جنہیں سے ہر ایک کے

ابا جعفر محمد بن علی د باپ کی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 سئلت قاسم بن محمد وسئلت سالم قبر کے پاس تھی یعنی ابو جعفر محمد بن علی  
 بن عبد اللہ اخبونی عن قبور اباکم محمد بن علی اور قاسم بن محمد اور سالم بن عبد اللہ  
 فی بیت عائشہ وکلہم قالوا انہا سوئے محل کیا کہ تم لوگوں کے باہر کی قبر  
 مسنۃ (ابن شاہین) حضرت عائشہ کے حجر میں کس طرح بنی ہوئی ہیں

عن قال القادی السنۃ ان یعلم القبر و طاعی قاری کہتے ہیں کہ سنت یہ کہ قبر کا نشان  
 ان میر نع شہیر اکبر علیہ الصلوٰۃ ہو اور انھوں نے علی انہ عکیرا کی طرح ایک بالشت  
 والسلام کا رداہ ابن جان فی صحیحہ بلینہ جیسا کہ ابن جان نے اپنی صحیح میں لکھا ہو۔  
 اسکے علاوہ دوسری احادیث بھی حنفیہ کی روایت ہیں اور شافعیہ اسی حدیث سے جو روایا

نے تحریر فرمائی ہے تربیع اور سطح قبر پر استدلال کرتے ہیں حنفیہ جواب میں کہتے ہیں  
 کہ اس حدیث سے منافت ایک بالشت سے زائد قبر بلند کر نیکی ہو ایک بالشت سے کم بلند  
 کر نیکی منافت کیسے ہو سکتی ہے باوجودیکہ خود حضور انور کا مزار مبارک زمین پر بلند تھا

اور اگر حضرت علی اور دیگر اصحاب کبار اسکو بُرا سمجھتے تو ضرور روکنے بلانے کے بغیر خود حضورؐ کے متعلق مردی ہو کر قبر سے نیک لگے ہوئے بیٹھتے تو ظاہر ہے کہ اگر قبر بلند رہتی تو کبھی کیسے لگے تھے۔ اس ہمارے بیان سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کا تعلق کسی طرح قبور و عمارت ماحول القبر سے محدثین کے نزدیک نہیں ہو۔ اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس میں ماہفت قبہ کی ہو تو جہاں کہیں تمہرے تریج سے (زمین و وز) منع کیا گیا ہو تو کیا آپ کے خیال میں اس جگہ پر قبر بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم نہیں کہہ سکتے کہ مولانا نے اوپر کون آیت یا حدیث تحریر فرمائی ہو جس سے اُنکے کسی دعویٰ کا ثبوت بھی ہو سکے۔ خود بھی براہ کرم مولانا اپنے پانچوں دعویٰ اور مذکورہ بالا احادیث کو دیکھیں اور ہمیں مطلع فرمائیں کہ عمل استدلال کون لفظ ہو خیال رہے کہ بعض احتمالات اور وہ بھی خلاف ظاہر سے صورت تو کجا اگر اہت بھی ثابت ہو نا ضروری نہیں ہوتا اس کے بعد مولانا نے دوسرے پرچہ ہمدردین فقہاء کی عبارتیں پیش کی ہیں انکا مفصل جواب آگے آتا ہے۔ لیکن ایک امر ضروری یہاں پر گزارش کر دینا ہے کہ اختلاف فقہاء کی صورت میں کسی امر کا قطعی الحزم ہونا کسی طرح پر لائق تسلیم نہیں ہو اور خاص کر جبکہ سلف سے لیکر خلف تک کسی بات پر عمل کرتے چلے آئیں تو وہ عند الفقہاء حرام نہیں ہو سکتا۔ علیہ العمل و علیہ عمل مشائخنا علیہم السلام القوم علامات فتویٰ سے ہیں۔

جبکہ آپ فقہاء کے مسائل سے بحث کیجیگا تو آپ کو لازم ہوگا اُنکے اصول پر بحث کیجیے۔ توجیہ القیول بملائیہ رضی بہ قائلہ درست نہیں ہو مولانا نے سب کے پہلے جو بحث

لکھی جو وہ مدوۃ الکبریٰ کی ہے جسکو امام مالک کی تصنیف فرمایا ہے، جو حیرت کی کہ المذنبین کی  
کن امام مالک کی تصنیف ہے آیا یہی امام مالک جو مشہور صاحب مذہب ہیں یا کوئی اور  
امام مالک آج تک تو امام مالک کی تصانیف میں سے سوائے موطا کے اور کسی کا یہ نہیں  
ملاحظہ کر سکتے کہ مولانا کے ذریعہ سے ایک اور تصنیف امام مالک کی معلوم ہو گئی ہے  
مولانا کی نیت پر حملہ نہیں کرتے البتہ اتنا ضرور کہتے ہیں کہ چاہے بلا ارادہ ہو مگر اگرچہ  
ابن قاسم کی تصنیف کو امام مالک کی جانب منسوب کرنا صحیح طریقہ اثبات دینی کا نہیں ہو۔  
امام شافعی کی کتاب الام کی عبارت میں لفظ احب موجود ہے، ان میں سے کوئی ایک  
عبارت بھی تو یہ نہیں بتائی کہ قبہ بنانا مسجدین قبور صالحین میں بنانا وغیرہ وغیرہ  
مولانا کے چلہ امرونین سے کوئی بھی حرام ہے، کراہت اور حبیہ حرمت اور شے و کراہت  
سے حرمت لازم نہیں آتی ہماری سمجھ سے یہ امر باہر ہے کہ مولانا نے درختار  
کی عبارت کا وہ حصہ کیوں چھوڑ دیا جس میں صراحتاً جواز بنا، مصنف نے بیان کی ہے  
پہلی عبارت حسب ذیل ہے۔

ولا یمرن علیہ بناء وقیل اسپر کوئی تعمیر بلند نہ کیجائے اور یہی کہا گیا ہو  
لا باس به وهو المختار۔ کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور یہی مختار ہو  
مولانا الصاف فرماتے ہیں کہ اس عبارت کو چھوڑ دینا جو ان کے خلاف تھی اور جس کے  
مستقل علامت فتویٰ بھی درج ہے کس قدر زبردستی ہو۔ مولانا کو اختیار تھا صاحب بحث  
کی پوری عبارت تحریر فرما کر اس کی تردید کر دیتے مگر یہ طریقہ تو کسی طرح مناسب نہیں ہو

کہ اپنے موافق عبارت کا پہلا حصہ ذکر کر دیا جائے اور بعد کا جو اپنے خلاف ہو اسکو چھوڑ دیا جائے یہ تو بعینہ لا تقربوا الصلوٰۃ کا معاملہ ہے اس سے بھی زائد ہو کہو تعجب ہے کہ مولانا نے جب درمختار ملاحظہ فرمائی تو اسی کے ساتھ اسکا حاشیہ تکلیف اٹھا کر کیوں نہ ملاحظہ فرمایا حسین صاف طور سے لکھا ہے کہ اہت کے قول کے بعد

وفي الاحكام عن جامع الفتاوى وقيل اور جامع الفتاوى کا بیان تو ایسا ہی کیا گیا ہے  
لا يكره البناء اذا كان المديت من کہ قبر پر تعمیر کرنا مکروہ نہیں اگر صاحب قبر  
المشايع والعلما والساداتۃ۔ علما اور بزرگوارین میں سے ہو۔

مولانا ہمیں معاف فرمائیں گے اس قسم کی عبارتوں میں تفرقات بعض بہت زائد  
بدگمانیاں پیدا کر دیتی ہیں اسی طرح مولانا نے بتایا یہ اور شرح مختصر کی عبارت کا  
بیچ کا حصہ ذکر نہیں فرمایا جس سے پوری طرح مطلب واضح ہوتا یہ عبارتیں جنہیں مولانا نے تحریر کی ہیں۔  
هدم البناء وجوباً بحرمتہ لما فيه من التصديق على الناس (نہایہ المحتاج)

فظاهرہ ہذا التحريم ولو كان مكروهاً النفذت الوصية شرح مختصراً  
ہم کو افسوس ہے کہ دونوں کتابیں ہمارے پاس نہیں ہیں ورنہ ہم پوری عبارت کے  
ساتھ جسکے بیچ کے حصہ کو مولانا صاف کر دیا ہو مگر پڑھتے اور معلوم کرتے کہ آیا درمختار کی  
عبارت کی طرح کہیں میں بھی تو تصرف نہیں ہوا یہ کہ انکا کیا مطلب ہے مگر پھر بھی اس قطع نظر مولانا  
نہم بتانا چاہتے ہیں کہ ان دونوں میں سے ہر شخص نے صاف طور پر صراحتاً اسی کتاب میں  
جیسا کہ آپ نے خود تحریر فرمایا ہے کراہت لکھی ہے اور شرح مختصر میں تو صاف صاف ذکر کر رہا

لکھ کر یہ بتایا ہے کہ اگر کسی شخص نے وصیت کی ہو کہ مرنے کے بعد قبر پر گھر بنا دیا جائے تو یہ وصیت پوری نہیں کی جائیگی شاح کہتے ہیں کہ اس سے تو بظاہر حرمت معلوم ہوتی ہے مولانا بتائیں کہ اس میں شارح کا تردد معلوم ہوتا ہے یا اس کی قطعاً اسے یہاں پر مولانا نے عبارت کا ترجمہ اس طور پر کیا ہو کہ ہم اس کو کسی طرح بھی صحیح نہیں کہہ سکتے اور مولانا کی نیک نیتی پر چونکہ حملہ کرنا مقصود نہیں ہے لہذا عجلت پر محمول کرتے ہیں یہ ترجمہ کی غلطی کچھ اسی عبارت میں نہیں ہے بلکہ اوپر کی عبارت تو غلطی نہیں ہے اور اس غلط ترجمہ کا یہی نتیجہ ہے کہ مولانا نے نتیجہ نکالنے میں غلطی کی ہے عبارت حسب ذیل مولانا نے لکھی ہے (جو خود بھی غلط اور ٹکڑے ٹکڑے ہے)

فمن ادعی ان یبني خلی قبرہ بیتاً فظاہرہ

هذه الخیریمردلوکان مکروہا لنفذت الحویۃ

ترجمہ مولانا نے کیا ہو ایک شخص وصیت کرتا ہو کہ اس کی قبر پر ایک عمارت بنائی جائے تو اس کی وصیت نافذ نہ ہوگی کیونکہ قبر پر عمارت بنانا حرام ہے مولانا انصاف فرمائیں کہ آیا اس عبارت کا ترجمہ یہی ہوا جو انھوں نے تحریر فرمایا ہو کیا بیت کا ترجمہ عمارت ہو کتاب میں غلط ہے اور ہم یہاں الفاظ میں کیا عدم نفاذ وصیت خود شارح کا قول ہو اور اس کا قومی جواب مولانا نے نہیں دیا کہ اس عبارت کا کیا مطلب ہے گو میرے پاس کتاب موجود نہیں ہو پھر بھی جو میں لکھتا غالباً وہی کتاب کا مطلب ہو گا براہ کرم پھر خیاب ملاحظہ فرمادیں مطلب یہ ہوا کہ شارح نے بناو علی القبر اور بقول آپ کے احاطہ کچھ نہ کچھ کو مکروہ لکھا ہے۔ اس کے بعد شارح لکھتے ہیں کہ

مصنف یا کسی اور عالم نے بیت بنانے کی وصیت کے عدم نفاذ کا فتویٰ دیا ہو۔ اس سے بظاہر حرمت معلوم ہوتی ہے حالانکہ اگر کراہت مذکور ہو پس عبارت کو یا تو مصنف پر اعتراض کرنا مقصد یا تردید ظاہر کرنا اسکے بعد یہ بھی گزارش ہو کہ قبہ پر گھر بنانے کو عدم جواز سے قبہ کا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا ممکن ہے کہ گھر کا عدم جواز اس حدیث سے ماخوذ ہو جس میں گھر بنانے کا قبہ بنانے کی ممانعت حرج نماز وغیرہ کی وجہ سے مذکور ہوئی ہے اس سے بھی قبہ کا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں یادش بخیر ابن تیمیہ کی عبارت سے نہیں معلوم مولانا نے کیا ثابت کرنا چاہا ہے اول تو ابن تیمیہ کی عبارت سے استناد اسیطرح پر یہ جیسے بطرس کی عبارتوں سے آپ ثلث نقل کریں اور ہر کو لازم دین آپ ہی فرمائیے کہ اگر آپ اسیطرح عیسائیوں کے اقوال نقل کرنا شروع کر دیں تو کیا وہ ہم پر حجت ہو جائیں گے۔ دوسرے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ابن تیمیہ کی عبارت سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ مطلقاً انچیز بنانا اور اسکے پاس قبہ بنانا حرام ہو۔ اور سکاہم و جہانے بیشک وہ امور جو مذکور ہیں ممکن ہو کہ اولیٰ حرمت پر آپ استدلال اس عبارت سے کر سکیں لیکن انکی وجہ سے قبہ کی حرمت ابن تیمیہ کے کلام سے ثابت نہیں۔ بقیہ عبارت فقہاء مولانا نے لکھی ہیں وہ مولانا کے مدعاے حرمت کو ثابت کرنے سے تمہرہ ہیں کیونکہ جلال الدین صریحاً جیسا کہ اپنے ذکر کیا ہے کراہت بناو کی بیان کی گئی ہے اور اگر کراہت ثابت ہو جائے تو بھی آپ کے مدعی کو مفید نہیں ہو کیونکہ آپ حرمت کے قائل ہیں اور اسی کا دعویٰ بھی فرمایا ہے کراہت کے ثبوت سے آپ کوئی فائدہ نہیں حاصل کر سکتے غرض کہ ہمارا خیال ہے کہ مولانا نے اپنے مضمون میں کوئی دلیل بھی اپنے چسپا رون دعویٰ میں سے کسی کے ثبوت کی نہیں دی ہو۔

اور جو کچھ ثابت بھی کر سکے وہ صرف کراہت۔ لیکن اُسی کے بالمقابل نہ صرف فقہاء بلکہ سلف بلکہ زمانہ صحابہ میں خمام فسطاط (قبہ) اور دیوارین اور چھت قبروں پر بنائی گئیں اور علمائے اسپر سکت کیا یا کم از کم علمائے اسکے متعلق انکار شدید نہیں کیا ظاہر ہے کہ ایسے مختلف فیہ انکار بازمین خاصہ کی جگہ بھی کراہت و جواز بلا کراہت کا ہوا بن سہو کا ایسا فعل کرنا جس سے اہانت مسلمین بلکہ خود اہانت سید المرسلین کی نہ صرف ہماری نظر و نہیں بلکہ تمام کفار و مشرکین کی نظر و نہیں متصور ہو بلکہ پھر یہ بھی منطوق ہو کہ کفار انھیں انحال کو سند پکڑنے کے تمام قبور بلکہ سید القبور کے ساتھ ارادہ فاسد کر سکیں گے اور کم از کم تمام اہل اسلام میں ایسا فتنہ رونا ہونیکا اندیشہ ہو جبکا انسداد بھی نہ ہو سکتا ہو سطح جائز ہو سکتا ہو اب ہم وہ عبارتیں آخر میں میں تحریر کرتے ہیں جسے مولانا کے مدعی کے خلاف بھی روشنی پڑتی ہے۔

ولما مات الحسن بن علی ضربت لہ القبة حفرة تام حسن کی وفات کے بعد لگائی زد جانے والی قبر قبۃ علی قبرہ شد رفعت فسمعت صلتھا یقول قائم کیا پھر تھوڑے زمانہ کے بعد ہو گواٹھا دیا پس ایک آواز الاھل وجد والی آخر الحدیث (بخاری) سنائی دی کہ کیا انھوں نے اپنی گشتہ چیز پالی۔  
 وضرب عمر رضی اللہ علیہ قبر زینب بنت حضرت عمر نے حفرة تام المؤمنین زینب بنت جحش کی قبر کو جحش وقال بن التین فمن كرهه ضرب علی فسطاس بنایا بن تین کہا کہ بن لوگوں نے مرد کی قبر کو قبر الرجل ابن عمر و ابو سعید و ابن المسیب قبرہ و انما کیا بن تین بن عمر و ابو سعید و ابن مسیب بن وضرب عائشة علی قبرہا فخرعہ ابوعبہ حفرة عائشہ نے اپنے بھائی کی قبر پر قائم کیا تو ابن عمر وضرب محمد بن حنفیہ علی قبرہ بن عباس بن عباس نے انکو ہٹا دیا اور محمد بن حنفیہ نے ابن عباس کی قبر پر قائم کیا۔





وأیت سالم بن عبد اللہ یحرمی اماکن من  
 مسجد ہر ایک ہوئی ہیں کہ انہیں اپنے انبیاء کے نشانہ پر رکھا  
 الطریق فیصلے فیما وجدنا ان ابائنا کان یصلے  
 تعمیر کر کے جو زمین پر جو شخص ان مساجد میں آئے اور نماز کا  
 فیما وانہ رای بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 وقت آئے تو اس میں نماز پڑھ کر دینے چلا جاؤ اور جب کتر اٹھا  
 یصلے فی تلک الامکنۃ وحشی نافع عن ابن عمر  
 میں نے سلم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ اس میں چند جگہوں میں قصہ نماز  
 رضی اللہ عنہما ان کان یصلے فی تلک الامکنۃ <sup>ثبث</sup>  
 پڑھتے اور کتر کیا پڑھنے کے باب نماز پڑھتے اور کتر تھے  
 مات للحکم بن ابی العاص فی خلاۃ عثمان فی تلک قبرہ  
 (یعنی حضرت ابن عمر کا قصہ جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 فسٹاس یوم صائف فتکلم الناس فی ذلک فقال  
 کہ یہاں پر نماز پڑھو دیکھا تھا اور نافع کو بھی یہی مروی ہے یہاں تک  
 عثمان رضی اللہ عنہ قد ضرب بنی محمد عمری زینب بنت  
 حکم بن ابی العاص خلاۃ عثمان کے زمانے کے تو اہل قبر پر تھے  
 حشر فسٹاس فعل لایتم عائلاً عابد لکلامہا  
 کی سختی میں ہیں پر لوگوں نے اعتراض کیا پس حضرت عثمان نے  
 قال البیضاوی اما کانت الیہود والنصار  
 بنیادی کتر زمین چونکہ یہود اور نصاریٰ اپنے انبیاء کے قبور کا  
 یسجدون لقبرہم لا لانیاء تعظیم الشانہم یصلونہا  
 ان کی عظمت کرتے ہوئے سجدہ کرتے تھے اور اپنا ذوق ملاقا بنا کرتے تھے  
 قیلۃ یتوجعون فی الصلوۃ نحوھا والتحدوا  
 اس وقت سے قبر کو کعبہ بنا لیا تھا ایسے اپنی ہی مسلم نے لعنت  
 او انما انھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع المسلمین  
 بھیجی اور مسلمانوں کو ایسے امور سے اپنے روکا لیکن جو  
 مثل ذلک فاما من مسجد انی جوار صالح  
 صحابہ میں جسے مسجد بنائی محض ان کے قبور کے قرب سے  
 وقصد التبرک بالقراب منہ لا لتعظیمہ  
 بركت نازل کرنے کے لیے اور بلا لحاظ اہل تعظیم بغیر اس  
 ولا للتوجہ نحوہ فلا یدخل فی ذلک  
 بجانب توجہ کے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہو  
 البعیل (علامہ عسقلانی)

مولانا کے مضمون کے متعلق تو ہم صرف اسی قدر لکھنا چاہتے ہیں البتہ ایک امر زیادتی  
فائدہ کے واسطے ہم یہاں ذکر کر دینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ احادیث میں جہاں کہیں حکام  
بلفظ امر آتے ہیں اُن سے ہر جگہ فرضیت ہی سمجھنا ضروری نہیں ہے اور اسی طرح جہاں کہیں  
لفظ نہی وارد ہوا ہو تو اس سے حرمت ہی ہر جگہ سمجھنا ضروری نہیں ہے احادیث میں  
ایک نہیں بلکہ دس بیس سے زائد جگہوں میں لفظ نہی وارد ہوئی ہے مگر اُس سے حرمت مراد نہیں ہے  
بلکہ کہیں کراہت تحریمی کہیں کراہت عادی (تقریبی) کہیں بوجہ طبی نقصانات کے کہیں  
بوجہ کسی شخص خاص کی مصلحت کے لفظ نہی مروی ہوئی ہے بعض حدیثوں میں ایسا بھی  
ہوا کہ پند حیرت انگیز نہی کی گئی ہے جو جس میں سے بعض حرام بعض مکروہ ہیں ہم کثیرہ احادیث  
میں سے صرف دو تین حدیثیں مثال کے طور پر لکھتے ہیں اور اس سے نہی یہی مراد بات  
کرنا چاہتے ہیں کہ لفظ نہی سے بلا کسی دلیل کے حرمت ہی مراد لینا صحیح نہیں ہے۔

نہی عن الشرب فی النیۃ الذہب والفضۃ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرنے اور چاندی  
و نہی عن لبس الذہب والحریو کے برتن میں شرب سے منع فرمایا ہے اور سونے

و نہی عن جلود النوران یوکب علیہا۔ و نہی اوریشم کے پھنسنے سے منع فرمایا ہے اور چیتے کو کھانا  
عن المتعۃ و نہی عن تشنید البناء کی زین بنائے منع فرمایا ہے و متعہ سے منع فرمایا ہے۔

نہی ان یسأل الرجل ذکرہ یمینہ وان یمشی مکان کو مضبوط و مستحکم بنائے کہ اس کی ذکر سیمینہ  
فی نعل واحد ہی عن ان یستقبل مرکب منع فرمایا ہے کہ ایک جوتہ پہنا لیے سوئے منع فرمایا ہے

القبیلۃ یہول و غاٹظ نہی عن السیم پیشاب دینا چنانچہ وقت قبلہ رو ہو کر و قبلہ کی طرف پشت

قبل طلوع الشمس وعن ذبیح فقی الغنم۔ کزیر منع فرمایا ہر طلوع آفتاب قبل سدا چکانیے اور جو ان بھیڑ کے فوج کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اسکے بعد ہم چاہتے ہیں کہ قبور قبر کی بحث سے گزر کر حرمین کے ساتھ جو بدسلوکیاں ہوئی ہیں اور خاصکر مدینہ پاک پر جو حملہ کیا گیا ہے اُسکے متعلق بھی ہم چند احادیث ذکر کریں۔

## چند احادیث حسبِ نیلِ ہین

فمن احدث فیما حدثنا اداوی حدثنا غلیہ جس شخص نے مدینہ میں فتنہ رفسا دیجا یا یا فتنہ کا قصد لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لا یقبل کیا اسپر اسرار ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہوا اور ہمد منہ صرف ولا عدل (بخاری) اسکے کسی نفل و فرض کو قبول نہ کریگا۔

لا یکید اهل المدينة احد الا اطلع کما یمنع مدینہ والون سے جو شخص فریب کرتا ہو وہ سطح الملع فی الماء (بخاری) ٹھکانا ہے حسبِ سطحِ نمک پانی میں۔

من اراد اهل هذه البلدة بسوء اذابہ جو شخص مدینہ والوں سے برائی کا ارادہ کرتا ہو اللہ کیلئے وبالِ لعن للماء ولا فی بدوایۃ اسکو اسطح پگھلاتا ہو حسبِ سطحِ نمک پانی میں اور ولا یرید احد اهل المدينة بسوء الا دوسری روایت میں (وعید اسطح ذکر ہو) اللہ اذابہ اللہ فی النار ذوب الرصاص او اسکو پگھلاتا ہے حسبِ سطحِ رائدہ آگ میں اور حذیب الملع فی الماء (مسلم) نمک پانی میں۔

ایسا جبار اللہ فی المدینہ بسوء اذالہ اللہ جس ظالم نے مدینہ میں برائی کا ارادہ کیا اسکو اللہ

کما ینذوب الملح فی الماء (العجینہ) اس طرح گھلایا گیا جس طرح نمک پانی میں۔

اللحم کفعمہ من دھمہم رباس یعنی اہل اللہ اے اللہ میری والدہ کو جان لو کہ میں نے تم سے نفرت کر رکھی ہے اور تم کو کھلیے ہو گیا  
دلا میریدھا احد بسوء الا اذا بے اللہ کما اور جو ان کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے گا اس کا اس کو پھل ملے گا

ینذوب الملح فی الماء (البززر) جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (بزار)

عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اشار علی المدینۃ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے ہاتھ

حتیٰ و اعفرۃ ابطلہ ثم قال اللہم من اٹھا کرو عا گلی و فرمایا اے اللہ جو میرا درمیرے

ادا دنی و اہل بلدی بسوء فہل حلالک شہر و انوکہ ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے گا تو جلد ہلاک کرے

(ابن زبالہ)

(ابن زبالہ)

من اخاف اہل المدینۃ اخافہ اللہ یومہ جو شخص میری لڑائی کو ڈرے گا اے اللہ قیامت کے دن اُس کو

القیامۃ و غضب علیہ و لم یقبل منصفاً ڈرایا گیا اور اپنا غضب اُس پر نازل فرمایا گیا اور کسی

ولا عدلاً (راؤسطہ لانی) فرم و نفل کو اُس شخص کے نہ قبول کرے گا۔

عن جابو ان امیر امن امراء الفتۃ جابر روایت کرتے ہیں جب انکی بیانی جاتی

قدم المدینۃ و کان قد ذهب بصر جابو ہر قحی اور امراء تنہ من کو ایک امیر مدینہ منورہ

نقیل لجاہلو تو تحیت عنہ فخرج یمشی میں آیا مجھے کہا گیا کہ اتریں گھر میں بیٹھ رہیں

بن ابیہ فکلب فقال نفس من اخاف (نارائی ادا کیلئے مسجد جاؤں) تو ہنسے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ینلو جابر ایک روز اپنے مکان سے نکلے اور آپ کے ساتھ

من ۲۰ اعلام فتعبر به بقوله كما هو اس هو معلوم هو ان كل هذا فضل موضع مكة  
 وقيل هو افضل موضع مكة بعد المسجد النبي في انظر ما تن ذكر ان يبع  
 بعد المسجد ليس في محله نهين ہے۔  
 اذ لم يعلم خلاف في حقه۔

اس پر کہ اس حکم میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔  
 اس عبارت کو صرف انظار ہو کہ مولانا نے کیا تفسیر کیا ہے اور اس میں اختلاف  
 میں کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہو کہ یہ مقام مکہ منظمہ میں مسجد و مکہ صواب ہے  
 افضل ہو یا نہ ہو کہ ملائی قاری ما تن کے قول میں پر اعتراض کرتے ہیں اور بھتہ ہیں  
 "قيل" کو اشارہ اختلاف اور ضعف کا ہو حالانکہ محققین نے تصریح کی ہو کہ ہر جگہ قیل تعین  
 اور قلیل کے لیے نہیں ہے۔

مولد نبوی اسی کتاب میں ہو کہ مولد نبی کی زیارت مستحب ہو باوجودیکہ اس میں اختلاف ہو  
 کہ وہ مقام جو جمہور کے نزدیک مولد یعنی ہو وہی واقعہ میں مولد ہو لیکن استجاب زیارت  
 ہر شخص سے ہو سکتا ہے کہ قول مختار ہو کہ جہاں قبہ مولد بنا ہو اتھا وہی مولد یعنی ہو  
 اگرچہ بعض اختلاف کریں۔ لکن یہ ہے۔

ومولد النبي صلى الله عليه وسلم هو مولد النبي صلى الله عليه وسلم كمد في ايدي مشهور غلطی  
 في الشعب المعروف باسمه على جلا من ہرگز اس کے مولد نہیں اختلاف ہو جیسا  
 کہ میں نے اعلیٰ سورۃ الرومی فی ولد نبی



وہ سوال یہ ہے !

براہ کرم آپ بتائیں کہ قبہ اور دفن اطہر سرکار رسالت کا آپ کے نزدیک ہم اور گراوینا  
اہم ترین فرض اسلامی ہے۔ یا جائز ہے یا حرام یا مکروہ اگر حرام یا مکروہ ہے تو براہ کرم  
دلیل حرمت یا کراہت بھی مذکور فرمائیے گا۔ اور اگر آپ جائز یا فرض سمجھتے ہیں تو جواب دینا  
کافی ہے دلیل کی ضرورت نہیں ہے فقط

## مکہ معظمہ کے مزارات اور مولد شریعت اور فقہ اسلام کی روشنی میں

حق و باطل کا فیصلہ

(از مولوی سید اعجاز علی صاحب صاحبزادہ اجمیر شریف)

اس عرصہ میں اکثر اصحاب نے زبانی متعدد بار بلکہ قریب قریب ہر ملک میں ایک  
نہ ایک خط کے ذریعہ سے ہمارے اکابر اور دیگر علمائے کرام سے مزارات اور مولد کے قبوں  
کے اندام کے متعلق مذہبی فتویٰ طلب کیا ہے۔ قبوں پر عمارت کی تعمیر و قبوں کے بننے  
کے متعلق صحیح احادیث میں ممانعت کے احکام بیان کیے تھے جن کی تفصیل کے لیے ایک  
مبسوط مشہور کی ضرورت ہے۔ بین سر درست یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن مقامات کو

مزارات اور موالد کی حیثیت سے مقدس اور برگزیدہ اثنی عشر سے نسبت دی جا رہی ہے۔  
 انکے متعلق فقہاء بالعموم اور فقہائے خنفیہ بالخصوص کیا تحریر فرماتے ہیں اور بختہ اور ثناء  
 تعمیر چاہے پانچویں صدی میں ہو یا اس کے قبل یا اس کے بعد، یا پہلے آئندہ دھابہ کے دفع ہونے  
 کے بعد ہو یا اب پھر بدلنے چاہا، اس مسئلہ کے دو ہونے کے بعد ہوا اور بنائیکی کوئی غرض نہ  
 چاہے نام و نمود ہو یا اخلاص، مطلب رضاء الہی ہو، مسلمانوں کی نیت کے کھوج سے  
 قطع نظر کر کے اور حسن ظن رکھتے ہو، یا بدظنی کرے، بہر حال اس باریمین فقہاء کا  
 قول منبر ہے نہ کہ مورخین کا۔

**مولد فاطمہ رضی اللہ عنہا**۔ ہم پہلے مولد سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق از روے  
 فقہ حکم لکھتے ہیں یہی وہ مقام ہے جو کتب سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کا جاتا ہے۔ بلاطی قاریؒ  
 اپنے منکب میں تحریر فرماتے ہیں:-

بستحب زیارة بیت سیدتنا خدیجہ سیدتنا خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے دو لکھو کی  
 الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو والدہ زیارت کرنا مستحب ہے یہی وہ مکرر جو بہین حضرت فاطمہ  
 ولدت فیہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں یہ مسکن ہے رسول اللہ  
 عنہا وہو مسکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امین آپ تشریف فرما ہوا  
 علیہ وسلم مقیم کہ فیہ حق ہاجر منہ یہاں تک کہ اسی گھر پر اپنے حجرت فرمائی۔ یہ گھر  
 وہو افضل وواضع مکتبہ بعد المسجدا مقامات مکہ میں مسجد حرام کے بعد سب سے زیادہ فضیلت  
 الحرم علی ما قالہ الطبرانی وغیرہ رکنا جیسے کہ شاہین بن یزید بن یزید بن یزید



۱۰ احد ہمایا بت و کیف اذ ان رسول اللہ آپ کے مائیں بائیں تھوڑے اُس امیر نے یہ شخص نے  
 صلے اللہ علیہ وسلم و قد مات قتال زکوة ہکا دیا جاہر بنے کہا انس کس شخص نے  
 سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خون دلا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے  
 يقول من اخات اهل المدينة فقد اخاف و دون صاحبزادوں نے یا ایک ذریعہ چھڑا کر  
 ما یس جہنی (ابن حبان و لا احمد) صلے اللہ علیہ وسلم تو دفات یا جیہ بن انکو کس طرح  
 خون دلا یا جا جی آپ نے فرمایا نہ فرمایا کہ رسول اللہ صلے  
 علیہ وسلم تو شخص نے میری والدہ کو دیا اُسے جھکوا دیا۔

من اذی اهل المدينة اذا لا الله و علیہ جو شخص اہل مدینہ کو تکلیف پہنچا اُسکا اللہ کو تکلیف پہنچا  
 ان الله والملائكة والناس اجمعین اور پھر خدا و ملائکہ و لوگوں کی لعنت ہو اور اللہ اُسکے  
 یہ مل منہ صرقت و لا سدل برنی الکبیر طرانی کسی نے میں نے فعل کو نہ قبول کرے گا۔

ابن نعیم مرفوعاً المدینۃ مہاجر و یحما ابن زبیر نے فرمایا۔ وایت کرتے ہیں یہ مدینہ میری  
 منجعی و منها صخر حی حق علی امتی حفظ ہجرت گا و ہر اور امین میری خوراک کا ہر او س  
 حبہ و فیہا من حفظ و صیتی کنت لہ مرنہا گا میری امت کیسے نذر میری تہہ میری  
 شہید اور النعمیہ مہر ضیعا اودہ جیران کی حفاظت مدینہ میں کہ ہر چیز شہید میری  
 اللہ حوص الخبال قیل و ما حوص للزبال وصیت پر عمل کیا قیامت کے دن میں رکھا گا  
 یا رسول اللہ قال حوص من سدید میں ہن اور جو اس صہیت کو رکھا گا ان کو اللہ قیامت  
 النار و فی سدا رکابہ من قال مجاہدین کے دن ہر شخص جو حوص خبال پر رکھا گا ہی نہفت

ص۔ مسمعت والکلیا یقول دخلت علی کذا یارسولہ من خباں کون جہ میں جو اپنے  
المجہدی مقال اوصنی قلت احمیکہ ، ما اہ وہ ذخیوہ کارس ذہ۔

مستقوی اللہ وحدہ ، العطف ہی اھل ملک سے ہے ، من مہارہ ، محمد بن سلمہ کے کہان میں  
رس۔ لے اللہ علی اللہ علیہ ، حرارہ فانیہ ، لاکر ، آیت ساریہ میں رہا ، من رہا پر  
بعضا ان ، دل مہ صمد ، سلم ، یہ اور اس کے ہاں بھلو کچھ وصیت ، اُخوت نے  
قول مذمہ ، ملحزی و مہ اصعقی ، رہن تلمذت یہ ، وصیت تہ ہزار کشف سر  
بھا قبر ہی ، ہلہ سرین ، صحت حال مہنی ، رہا بہرہ ، اندازہ ساہ ہر ہفتہ  
حفظ جبران مصر حفظہ فی کنت لہ پیش تو اسے مجھ کو یہ حدیث پہنچی ، کردنہ رہا درہام  
شفیفا ، تھعید ابوہ العیامہ ، مہ سے اسے علیہ و محمد نے روایہ جو ، مہ میرا بچہ گھاہ  
لہم بحفظ وصیتی فی جیرانی سقاہ اللہ اور اسی سے یہ ابشہ ہوا ، ایمن میری قبر ہوا ، اسکا  
من طینۃ الحساب۔

میرے بانی کی گمبہ کی زیب پر جس میں میرے بہت  
میں تو میرے گرجا کی حفاظت کی سکی شفاعت میں  
کے دن میں گرجا اور جنمیں میرے جاکر حفاظت  
گرجا کو بہت قیامتیں خباں کی تھیں کھلیا گیا یعنی مذہب ہوگا ،

آخر یہ ہم سنا فامقو صاحبہ دن یک دایہ بات نہ جاہتہ ہیں ، وغالب اس کے جوابے  
ہے کچھ غلام ، میان اور ملکوت دفع ہو گئے۔

ثانی اشنین اذہما فی العنار ثانی اشنین اذہما فی الغار سے کیا گیا ہو۔

**غار جہل حرا** جہل حرا کے غار میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تھے اور آریہ اقرأ اسمین نازل ہوئی اور شق صدر بھی اسی جگہ مروی ہوا ہوا اسکی بھی زیارت مستحب ہو۔

وکان صلی اللہ علیہ وسلم یتمد فیہ غار جہل حرا میں قبل صیوت ہونیکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

معتزل کاتبیل الرسالۃ واول ما نزل علیہ وسلم تھا عبادت فرمانے تھے اور یہ سن پہلے پہل وحی پہنچ

فی اقرأ باسم ربک الذی خلق کلا یات نازل ہوئی وہ اقرأ باسم ربک الذی خلق کی سبب سے

و قد روی ابو نعیمہ ان جبریل اور ابو نعیم نے روایت کی کہ جبریل اور میکائیل

وہ یہ بتائیں شقاً صدر ۴ اعلیہما السلام دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خسارۃ ثم قال لا انترا باسم کاسینہ مبارک چاک کیا اور اسکو دھویا۔ پھر

ربک الذی خلق وکذا دونوں نے آپ اقرأ باسم ربک الذی خلق پڑھو

روی شق صدرہ التبع کو کہا طیاسی و عارف دونوں نے اپنے اپنے تھے نہ

ہنا ایضا الطیاسی میں ہی جگہ سینہ مبارک کے چاک کیے جائیکو

والحرث فی مسند یحییٰ علی ما ذکرہ روایت کیا ہے جیسا کہ تسلطانی نے سورہ ہلدنیہ

القسطلانی فی المواہب اللدنیۃ میں ذکر کیا ہو۔

**مسجد الرایہ** مسجد رایہ میں بھی نماز پڑھنا مستحب ہوا اور اسکی زیارت کرنا بھی کیونکہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی ہے۔ اسکو بھی ملا علی قاری نے لکھا ہو سنا جاتا ہو

کی مسجد بھی مندرم کی گئی ہے۔

**مسجد جن** - یہ وہ مقام ہے کہ جہاں حضرت علیؑ علیہ السلام جنوں سے ملے اور انھوں نے آنحضرتؐ سے قرآن سنا اور یہ بھی حتمال ہے کہ جہاں یہ مسجد بنی ہوئی تھی وہاں پر عبداللہ ابن مسعود کو لیلہ محسن میں چھوڑ دیا تھا اور ان کے گرد ایک خط کھینچ دیا تھا کہ اس جگہ بیٹھے رہیں یہاں سے باہر نہ نکلین جیسا کہ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ یہاں حیرت برکات میں لوگوں نے مسجد جن کی بے اعتباری کی غرض سے دو اقسام جنوں کے لکھ کے یہ ثابت کر لیا ہے کہ جہاں مسجد جن ہے وہ ان دونوں واقعات کی جگہ نہیں بنیں ہو۔ نخلہ اور مدینہ منورہ کے اندر جنوں کی ملاقات کو منحصر سمجھتے ہیں حالانکہ علامہ ابن تیمیہ سے اسی بعد یوحیٰ نے نقل کیا ہے کہ چھ مرتبہ جنوں کا تضرع پیش آیا ہے۔ دو مرتبہ کی نفی مسجد چار مرتبہ اور رہی باقی رہتے ہیں یہاں قصہ جن پر نگینوں کرنا نہیں ہے اس مسجد کے کھدے پر انہیں ہے کہ جو موسم بہار مسجد جن ہے اور جب کی زیارت فقہائے حنفیہ نے جائز سمجھی ہے۔ علاوہ ان زیارت گاہوں کے جن مساجد کا توڑا جانا مسیح ہوا ہے جبل بنی قریس کی مسجد اور مسجد تنیم اور مسجد کیش ہے یہ سب ایسی ہیں کہ جب کی زیارت عجب ہے اور اور ان کی اصلیت کتب علماء میں موجود ہے۔

قرآن گاہ منہیل مسجد کیش ہے عوام کہتے ہیں کہ اس میں سورہ کوثر نازل ہوئی ممکن ہے کہ ان کا قول غلط ہو لیکن فضائل میں روایت ضعیف متبرجہ کسی نقیب کی نسبت جبکہ مشہور ہوگئی ہو اور خلفاء عن سلفِ مردی ہو تو اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں اور پھر سورہ کوثر کا مکرر نازل ہونا بھی محقق ہے۔

**قبر حضرت آمنہ** - کہا جاتا ہے کہ قبر حضرت آمنہ مقام ابواء میں ہے اور حجگہ

قبر اور قبہ بنا ہوا ہے وہ مقام ابواء میں ہے حالانکہ مقام ابواء کی تعیین میں اختلاف ہے جو لوگ اُس قبر کو جو حضرت آمنہ کے نام سے ہونا تسلیم کرتے ہیں اُنکے نزدیک یہی ہے

حضرت موسے علیہ السلام کی قبر شریف میں اختلاف ہے حدیث میں کوئی جگہ بتائی

گئی ہے اور مشہور کسی جگہ ہے اور قبہ اور قبر کہیں بنی ہوئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے نہ وہ

قبر کھودی اور نہ اُسکی عمارت۔ اسلئے کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہی مقام قبر ہے۔

**مقبرہ بنو ہاشم** - ایک حصہ جنت المعلیٰ کا ہے جہاں حضرت عبدمنان اور حضرت

عبدالمطلب اور جبابہ ابوطالب کی قبریں ہیں اسجگہ کہا جاتا ہے کہ یہ سب کفار تھے اسلئے

انکی قبریں کھدوائی گئیں۔ اول تو کفار کی قبور کا کھودنا بھی بلا ضرورت ثابت نہیں ہے

دوسرے ان حضرات کا کفر متفق علیہ نہیں ہے۔ عبدمنان اور عبدالمطلب کے

ایمان کیلئے تو رسائل علامہ سیوطی وغیرہ دیکھنا چاہیئے اور ابوطالب کے ایمان کیلئے

اسی المطالب نے ایمان ابی طالب ملاحظہ کرنا چاہیئے۔

**مزارات معلیٰ** جنت معلیٰ کی زیارت بھی مستحب ہے اور یہاں صحابہ

تابعین و فون ہیں لیکن ہم لوگوں کے نزدیک بالیقین کوئی قبر کسی صحابی یا صحابہ

کی معین نہیں ہے اگرچہ شہل حضرت خدیجہ الکبریٰ کے مزار کے بعض خوابوں اور

کشفوں سے تعیین کر لی گئی ہے لیکن حسب طرح اس بات کا احتمال ہے کہ قبر میں

فلان مخصوص شخص کی نہیں ہے اسی طرح یہ بھی قطعی نہیں ہے کہ وہاں وہ شخص نہیں ہے

ایسی صورت میں قبروں کا انہدام یا انپر جو قبے بنے ہوئے ہیں انکا انہدام امر شرعی نہیں ہے اس جگہ چند باتیں لکھ دینا ضروری ہیں اولاً علماء کا اتفاق ہے کہ مسلمانوں کی عزت مردہ اور زندہ حالت میں برابر ہے۔ محقق علامہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر تحریر فرماتے ہیں۔

الافتاءات فی حرمة مسلمہ یہ امر متفق علیہ ہے کہ مردہ مسلمان کی مبتدئہ کفرت حیثاً۔ عزت زندہ کی ایسی ہے۔

اور ثابت نہیں یہاں تک کہ۔

کفر۔ نام المیت و اذا لا مردہ کی پڑیوں کو توڑنا اور اسکو تکفیف کا گناہ ہے۔ پھر کیا مثل زندہ کی پڑیوں کے توڑنے کا۔ اسکو امام احمد بن حنبلہ، وادور ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور بعض روایتوں میں اس طرح ہے۔

المیت یدفین فی قبورہ ما یؤذیہ فی بیتہ مردہ کو دفن کیف پنپاتی ہیں جو اسکو بوجہ تکفیف پہنچاتی ہیں وہ ہر لبتی سو دھن لبتی فرماتے ہیں۔

اذی المومن فی موتہ۔ مردہ کو مرنے کے بعد اذیت دینا ویسا ہی ہے کا اذا فی حیاتہ۔ جیسا اسکی زندگی میں اسکو اذیت دینا۔

ایسے ہی آثار اور نصوص میں جنسے علماء نے اتفاق کیا ہے کہ مردوں کو ان چیزوں سے اذیت ہوتی ہے جن چیزوں نے زندوں کو۔

دوسری بات یہ ہو کہ کنبہ بنا تا ایسی جگہ جہاں قبر نہ ہو غالباً کسی کے نزدیک بھی ناجائز نہ ہوگا اور اگر قبر پر گنبد ہو تو وہاں میون کے نزدیک کھودنا چاہیئے۔ ساتھ ہی اسکے یہ بھی معلوم ہو کہ جھوٹی قبر کی زیارت ناجائز ہے۔ احادیث سے ایسی زیارت کی حرمت ثابت ہوتی ہے جہاں قبر بغیر مقبور کے ہو تو اب ہر حکمیت ہو کہ جہاں حضرت صدیق کی قبر تھی وہاں کا قبہ کیون کھودا گیا اور قبر کیون باقی رکھی گئی۔ ہر کو معلوم ہوا ہے کہ قبر میں نہیں صرف قبون کو اتارا گیا ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ قبور یقیناً مقبورین کرام کی ہیں تو انکی بھرمستی ہوئی اور اگر وہ قبور بے اعتبار میں اور امن مقبورین کرام میں ہیں تو پھر ان پر جو قبہ بنا ہوا تھا وہ چاہے کھودا جاتا یا نہ کھودا جاتا قبروں کو کھودنا لازم تھا۔

تیسری بات یہ ہو کہ ہمارے علماء کے نزدیک تو ایسے مقام پر نہ قبر کھودی جائیگی نہ قبہ کے اتارنے کی ضرورت ہو بلکہ عوام کو انکی غلطی سے مطلع کیا جائیگا اس واسطے کہ ممکن ہے کہ وہ قبر اسی مخصوص بزرگ کی ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی ہو اس میں ہریان ہوں یا نہ ہوں سب حالتوں میں بخوف نبش قبور جواز کی کوئی وجہ نہیں ہے وہ ناجائز ہے۔ خزائنہ الروایۃ میں ہے۔

اذا صار المیت تراباً فحبسیت قبر میں نہ ہو جس او  
القبر یکر لا دفن غیو لا فی تب بھی کسی دوسرے کا اسکی قبر میں نہ کرنا  
قبر لا لان الحرمۃ بقیۃ مکروہ ہے کیونکہ حرمت باقی ہے

دلا بھوڑا لا حدان بینی فوق القبو اور نہیں جائز ہے کسی کے لیے کہ قبر دن پر  
 بیتا اور مسجد اُلاں موضع القبر مگر نیلے یا مسجد کیونکہ قبر کی جگہ مقبور کا  
 حق المقبور ولہذا البجہ زلتہ انتہی کا حق ہو اور اسی لیے اسکی قبر رکھنا درست  
 مختصراً) نہیں (انتہی مختصراً)

اس جگہ غور دینی ہے کہ ہم ظاہر کر دیں کہ بعض فقہا مثل علامہ زلیعی کے لکھتے ہیں  
 ولو بلی المیت وصاد تراباً اگر میت ریزہ ریزہ ہو جاوے اور بالکل خاک ہو جائے  
 جاز دفن غیرہ فی قبرہ تو کی قبر میں دوسرے کا دفن کرنا اور اس پر کسی کرنا  
 وذرعہ و البناء علیہ اور گھر بنانا درست ہے۔

مگر علامہ شرنبلالی نے امداد الفتاح میں علامہ زلیعی کے اس قول کی رد کی ہو اور لکھا ہو  
 وینحالف ما فی التتارخانیۃ زلیعی کے قول کے مخالف تارخانیہ کا یہ  
 اذا صاد المیت تراباً بانف قول ہو کہ جب میت خاک ہو جاوے تو قبر میں لکھو  
 القبر یکرہ دفن غیرہ فی قبرہ ہے کسی دوسرے کا اسکی قبر میں دفن کرنا لکھو  
 لان الحرمۃ باقیۃ حرمت باقی ہے۔

ظاہر ہے یہ معلوم ہو جانا کہ میت کے سب اجزاء قبر میں ملٹی ہو گئے ہیں البتہ کھود  
 نہیں ہو سکتا اور بغیر اس علم قطعی کے قبر کھودی نہیں جاسکتی اسی کے ساتھ ہی  
 ملحوظ رہے کہ میت کو اذیت دینا شرعاً ممنوع ہے لہذا کھودنے کی کوئی  
 صورت مقبول نہیں ہے۔





نہیں کیا جاتا ہے کہ شاداب، سرسبز اور سایہ دار درختوں کے طوبہ دہنے کی احادیث میں مخالفت ہے اور یہ بھی قصہ اسی طرح حضرت عمر کی طرف منسوب ہے جیسے کتب خانہ اسکندریہ کا جلانا اگر افسوس اس فعل عمری اور سنت فاروقی کی طرف توجہ نہیں دلائی جاتی ہے جو تقابرا نیہ کے ساتھ تھی اور باوجود انکی احتیاطانہ رائے کہ وہ باوجود اسکے وہ مساجد وہ مآثر سے تھے۔ انہدام نہیں کیے گئے کینراہا کو دیکھنا چاہیے معلوم ہوگا کہ حضرت عمر نے اس مسجد پر کیا نفع بخش دینے پر اعتراض کیا تھا جہاں آنحضرت نے کبھی نماز پڑھی تھی اور اسکی وجہ سے صحابہ و تابعین وہاں نماز ادا کرتے تھے مگر وہ مسجد نہیں کھودی۔ ایسے ہی قابل غور ہے جو کہا جاتا ہے کہ امام شافعی نے امرائے انہدام قبوں کا روایت کیا ہے حالانکہ قبوں کے بارعین خود انکا مسلک ہے کہ اگر موقوفہ زمین میں قبہ ہو تو کھو جائے گا کیونکہ اسکا بنانا حرام و نہ مکروہ ہے۔ اسکا آٹنا ہی لکھنا کافی ہے۔ انشاء اللہ اسدہ کل تحقیق کیا لگی

## بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا سوری کے مضمون پر ایک نظر

جناب مولانا غنیات اللہ صاحب ذہنی بحالی کے مضمون پر غور کیا۔ جو بیانات اور دین

شائع ہوئے ہیں اس میں پوری تحقیق کے ساتھ اسکا جواب دیا گیا ہے۔

اسکے بنیاد پر حقائق حق ہو جائیں گی۔

اخبار محمد رسولہ میں قہر وغیرہ کی بحث پر اور مولانا مفتاحی صاحب نے ایک مضمون تحریر فرمایا تھا جسکا جواب میں نے لکھا اور ہمدرد و ہمدہم میں شایع کر دیا گیا۔ میری خوش قسمتی ہے کہ میری تردید کے لیے ایک مضمون کافی نہ ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا تین مضامین شایع ہوئے اور پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی اور مضامین بھی سپرد قلم کیے جائینگے مجھ کو افسوس ہے کہ جس تہانت کی امید مجھے مضمون نگاران ہمدرد کرتی وہ صحیح ثابت نہیں ہوئی اور طعن آمیز حملوں اور ذاتی حملوں پر بھی احتیاط کرنے میں صیغہ رکھا گیا۔ ناظرین میرے مضمون اور ان کے جوابوں کو براہ کرم سامنے رکھ کر ایک مرتبہ پھر پڑھیں اور انصاف کریں کہ ایک فرنگی محلی کٹھنالا اور ایک روشن دماغ تعلیمیت کے طرز تحریر میں کیا فرق ہے۔ مجھ کو افسوس ہے کہ میں ایسے الفاظ کا جواب دینے سے قاصر ہوں البتہ نفس مضمون کے ضروری اجزاء کا جواب محض اس لیے دینا چاہتا ہوں کہ شاید اصلاح ہو جاوے و ما اريد ملا الاصلاح ما استطعت و ما توفیقی الا بالله علیہ توکلت والیہ انیب۔

مجھے حیرت ہے کہ میرے جواب دینے والے دو صاحبو نہیں آپس میں سخت جھگڑائے ہوئے ہیں اسکو میں کس طرح رفع کردن مولوی عبدالماجد صاحب کے خیال میں میں نے کوئی ایجابی اور اثباتی دعویٰ نہیں کیا اور مولانا سورتی صاحب مجھ کو جواز کا مدعی خیال فرماتے ہیں اور سب سے زائد یہ لطف ہے کہ اسی پریس نہیں بلکہ دفتر خاں کی محفل عبارت کو میری بہت بڑی دلیل خیال فرماتے ہیں۔ بہر حال اسکا فیصلہ تو ہم انھیں دین

پر چھوڑتے ہیں لیکن اپنے دونوں گروں سے اتنا ضرور گناہ کر لیتے ہیں کہ وہ میرے مضمون پر پڑتے ہوئے شاید اس امر کو ملحوظ نہ رکھ سکے کہ میرا مضمون مولانا فاروقی کے جواب میں تھا اور ابتدائی نہ تھا اسلئے میں نے اسکی تفسیر پر کتنی غصہ کیا ہے اور نہ تو کسی اپنے دعوے کو مصرح کیا اور نہ اس کے دلائل لکھے ہیں۔ میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں ہوتی جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ مولانا سورتی صاحب نے یہ نہ سن کر لیا ہے کہ میں نے جواز قیہ وغیرہ پر دو دلائل لکھے ہیں۔ پہلے درختار کی عبارت اور دوسرے ثنائی کی عبارت اور اسی پر محکمہ ناز ہے۔ مولانا میری عبارت کو پڑھیں اور انصاف فرمائیں کہ آیا میں نے یہ عبارتیں مولانا فاروقی پر الزام دینے کے لیے پیش کی ہیں یا انکو اپنے دلائل میں شمار کیا ہے۔ شاید میرے مضمون کا آخری حصہ مولانا کی نظر سے محروم رہا جس میں میں نے وہ عبارتیں تحریر کی ہیں جو مولانا فاروقی کے خلاف تھیں اگر مولانا سورتی ان عبارتوں کو یہ دعویٰ نہ کرے کہ دلائل ہیجے تو اسکی تردید بھی ہو سکتی تھی مگر درختار کی عبارت کو میری دلیل قرار دینا سراسر زیادتی ہے اور نہ اس کے باطل کر دینے سے منسوب کردہ مصلحت پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ مولانا سورتی کا پورا مضمون صرف اسی امر کی تزیین میں ہے کہ درختار اور اس کے حواری کی عبارت میرے دعوے کی دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ بالحدیث تشریح دے لیے میں تسلیم کروں کہ یہ دونوں عبارتیں اس دعوے کو ثابت کرنے سے قاصر ہیں جو مولانا سورتی میری جانب منسوب کرتے ہیں تو کیا اس سے مولانا فاروقی کا دعویٰ

ثابت ہو جائیگا۔ مین واضح طور پر مولانا سورتی کو بتانا چاہتا ہوں کہ واقعہ یہ ہے کہ مولانا فاروقی صاحب نے اپنے دعوے یعنی حرمت قبہ وغیرہ کے متعلق درختار کی عبادت ہمیشہ فرمائی تھی مین نے اُسپر اعتراض کیا کہ مولانا فاروقی کو چاہیے تھا کہ وہ پوری عبارت تحریر فرماتے اور جو جملہ کہ بطاہر لُنگے مخالف تھا اسکو نہ چھوڑتے یہ اختیار تھا کہ اُسکی تردید بھی کر دیتے۔ اب مولانا فاروقی کی پیش کردہ عبارت کو مولانا سورتی نے زبردستی میری دلیل قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح مولانا فاروقی کے اوپر مین نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ وہ حاشیہ درختار کی عبارت بھی دیکھ لیتے تو اچھا تھا مین استجاب کو بیان کیا ہو مولانا سورتی صاحب اسکو بھی میری دلیل قرار دیتے ہیں۔ مین اس طریقہ استدلال کو سمجھنے سے قاصر رہا۔ مولانا سورتی نے میرے طویل مضمون مین صرف یہی جگہ اپنے خیال مین مخدوش پائی اور اسکی تردید فرماتے ہوئے بقیہ کے واسطے دوسرے مضمون کا منتظر رکھا۔ اس ضمن مین مولانا نے یہ بھی کوشش فرمائی ہے کہ میرے اُن اعتراضات کے مقابل مین جن مین یہ کھایا گیا کہ مولانا فاروقی سے نقل عبارت مین تسامح ہو گیا اور مین اسکو مولانا فاروقی کی دیانت پر حملہ کیے بغیر عجلت پر محمول کر رہا ہوں (ہمدرد ۱۰ ستمبر) مولانا سورتی نے مجھ پر بھی نقل عبارت مین نئی جگہ تصرف کا الزام دیا ہو۔ مولانا سورتی تحریر فرماتے ہیں کہ

(۱) دلیل اول جو مولانا فرنگی محل نے پیش کی یہ ہے

و فی الاحکام عن الجامع الفتوی.....

قیل لایکہ البناء اذا كانت المیت

من المشائخ والعلماء والسادات

میں نے یہ عبارت ان لغویین در مختار کے حاشیہ میں بنین پائی خدا جانے عبارت کے نقل کر بنین خود مولانا سے سہو ہو گیا یا کوئی اور بات ہوئی اصلی عبارت یوں ہے۔

و فی الاحکام عن الجامع الفتاوی و

قیل لایکہ البناء اذا كان المیت من الخ۔

مجھ کو دو وزن عبارتوں میں تین حرفوں میں صرف فرق معلوم ہوا پہلے فتادی کی جگہ فتویٰ لکھا ہے دوسرے قیل کے پہلے میں نے وا چھوڑ دیا ہے تیسرے میں نے کان کے بعد بڑھادی ہے یعنی مذکر کے بجائے مؤنث کا صیغہ لکھ دیا ہے میں مولانا سورتی ہی پر اسکا انصاف چھوڑتا ہوں کہ بالفرض اگر یہ تینوں تصرف میں نے بالقصد بھی کیوں ہیں تو اُس سے نفس بحث پر کیا اثر پڑا کیا جو عبارت مولانا سورتی نے لکھی ہے اُس سے میرا پیش کردہ اعتراض دفع ہو گیا، کچھ کمزور ہو گیا، کچھ خلل پذیر ہو گیا۔ بظاہر تو ایسا نہیں ہے تو پھر خدا کی واسطے مولانا سورتی فرمائیں کہ ان لفظی غلطیوں کی گرفت احقاق حق کے واسطے کیا مفید نتیجہ پیدا کرتی ہے اسکے بعد مولانا مجھ سے یہ بھی نہیں کہ اس میں سوائے واو کے رہ جانے کے (بس سے کوئی تفسیر مدعی میں نہیں ہوتا ہے) واقعتاً نقل میں کوئی غلطی بھی نہیں ہے ہمدرد میں مولانا دیکھیں مجھ کو تو کانت کی بجائے کان ہی چھپا ہوا معلوم ہوا معلوم نہیں مولانا نے کانت میری کس عبارت میں



نقصان یا فائدہ پہنچتا ہو ورنہ وہ عقلی گرفتیں غیر قابل لحاظ ہوتی ہیں اور چونکہ کوئی تیسری عبارت میں نہ ہو تو محض یہ الزام کہ آگے کی عبارت کیوں نہیں لکھی یا وجہ یہ کہ آپ کے نفس میں بشارت نہ ملتا ہو لائق بحث علماء نہیں ہیں اگر ایسا ہی الزام مفید ہو سکے تو میں بھی بعینہ یہی اعتراض مولانا پر کر سکتا ہوں کہ مولانا نے کتاب لاجارۃ شانی کی عبارت میں لفظ عزت کر دیے ہیں اور غلط نقل کر دی ہے اصل عبارت غالب یہ ہے۔

۱۲۰۔ فی المتون مقدمہ علی ما فی الشرح و ما فی الشرح و ما فی الفہام علی ما فی الفہام  
مگر اسے اعتراضات تنقید و مطلب نہیں ہیں۔ مجہول روایت کو استدلال درست نہیں ہے  
اسے تنقید و اعتراض سے کد و اٹھ ہے کہ میں نے استدلال کیا جو یہ اعتراض پر نہ کہ  
استدلال۔ چنانچہ قلیل ہر جگہ ضعیف و دالالت نہیں اتنا۔ عمدۃ الرایۃ میں ہے:-

ماثره کثیراً مانده کفر و حکماً معدداً فائده - شایسته باشد که در این مبحث در بیان کیا با تا به  
بسط قبیل و کتب الشراح و الشهود و در پیشانی که نهی است از این مبحث - و در این مبحث  
و اشاره به بی ضعفه و الحی اند و علم و باب اشاره به طالع کعبه و دیگر که در این مبحث در بیان  
نشد و این دید که حکم از جرح و بیعت و این مبحث در بیان و این مبحث در بیان و این مبحث  
صفا و مبتدیان و بی ضعفه و بیعت و این مبحث در بیان و این مبحث در بیان و این مبحث  
و این مبحث در بیان و این مبحث در بیان و این مبحث در بیان و این مبحث در بیان و این مبحث

[illegible]

البهية الزاكية على الاثنى عشرية السمية والبيدي الاثنى عشرية السمية . .



صیغۃ قیل لیس کل ما دخلت کہ بروہ قول جبر قیل داخل بوضیف  
علیہ یکون ضعیفاً۔ نین ہوا کرتا۔

اسکے ملاوہ خواہ ہی کی پیش کردہ عبارت قیل لا بائس بہ دھو المختار اسکی تردید  
کر رہی ہے یہ قول باوجودیکہ مجہول ہے مگر مختار ہے مولانا ہین معاف فرمائیے۔  
تو یہ فرمایاں چراغ تو بہ کتر میکنند۔ مولانا ہمارے اوپر تو قول مجہول کا استدلال کا  
الزام لگاتے ہیں اور خود ایک ہی کالم کے بعد قول مجہول اذا اختلفوا فیہ تعیل الفتوٰ  
علی الاطلاق علی قول ابی حنیفہ سے ہمارے مقابل ایک مضبوط اصولی قاعدہ بنا کر  
الزام دینا چاہتے ہیں معلوم نہیں کہ کاتب نے کس وجہ سے مولانا کی اس عبارت کے  
ترجمہ میں قیل کا ترجمہ ہی چھوڑ دیا ہے تاہم جو شخص اپنے استدلال میں قول مجہول کو  
پیش کرتا ہے کم از کم اسکو توقع نہیں ہے کہ دوسروں پر اعتراض کرے۔

مولانا سورنی کا دوسرا اعتراض جسکو مولانا نے دوسری دلیل کی تردید سمجھ کر  
اسکے متعلق گزارش ہو کہ یہاں پر تین عبارتیں ہیں ایک صاحب تنویر لا ابصار کی،  
دوسری در مختار کی تیسری شامی کی اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ تنویر کی عبارت  
دھو المختار پر ختم ہو جاتی ہے اور اسی پر میرا اعتراض ختم ہو جاتا ہے یعنی یہ عبارت  
تنویر کی کم از کم محتمل اس امر کو ہے کہ ضمیر بناؤ کی جانب پھیری جائے بلکہ یہی قیو مرجع  
کی وجہ سے ظاہر ہے پس اس لیے جن فاول لکھنا اور جن ثانی یعنی قیل لا بائس بہ  
دھو المختار کو حذف کر دینا خلاف انصاف ہے اگر انا جملہ الاحتمال بطل ایلا استدلال

علامہ شامی نے صاحب درمختار کے قول کما فی کراۃ السراجیہ پر مترجمین کی ہجو کو اسکا  
 ماحض فیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اسی وجہ سے میں نے اپنے مضمون میں یہ  
 نکتہ دیا تھا کہ یہ دوسرا امر ہے کہ مولانا فاروقی اس عبارت کو لکھ کر اسکی تردید  
 کر دیں۔ مجملہ عبارات محتملہ و مجملہ سے دلائل..... دینا صحیح طریقہ انتہا  
 مدعی کا نہیں ہے۔ اسکے بعد بقدر اور عبارتیں مولانا نے لکھی ہیں انکا تعلق صرف تنہ  
 ہے کہ ان سے کراہت منسلک ثابت ہوتی ہو مگر فاروقی صاحب کہ مدعی حرمت کے ہیں ان کے  
 واسطے یہ عبارتیں مفید رہیں ہیں۔ تاہم اتمام فائدہ کے خیال سے مولانا سورتی  
 سے اتنا گزارش ہو کہ اولاً تو قبہ کے متعلق جو روایت امام صاحب سے نقل کی گئی ہے  
 اسکا امام صاحب کا مذہب ہونا ضروری نہیں کتب فقہاء میں اسکی تصریح موجود ہے۔  
 کہ عن کے ذریعہ سے جو روایت امام صاحب سے منقول ہو وہ خواہ مخواہ امام صاحب کا  
 مذہب نہیں ہوتا پس امام صاحب روایت ہونا اور چیز ہے اور انکا مذہب ہونا  
 اور چیز ہے اور پھر جب کہ ابن رشد کی عبارت سے خود مولوی عبد الماجد  
 صاحب نے امام صاحب کا مذہب جو از نقل کیا ہے تو ہم اس  
 روایت کیسے استدلال کر سکتے ہیں بناء علی القبر کی تفسیر خود فقہائے فسط سے کی ہے اور  
 سلفہ ثابت و صغیر کو کہتے ہیں۔ فقہاء کی اس تفسیر کے بعد کئی کئی عبارتیں نہیں بک  
 اس سے قبہ کی حرمت ثابت کرتے ہیں۔ یہ ہر دست اپنے اپنے بیان کے متعلق چند  
 عبارتوں کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔

الفرق بین عندہ و عند ان الاول ال عندہ اور عند مدین یہ فرق کہ اول مذہب جوئے  
 علی المذہب و الثانی علی الروایۃ فلذا پر طالت کرتا ہے اور ثانی ہدایت ہوئے مذہب  
 قالوا هذا عند ابی حنیفۃ و لی ذالک کہتے ہیں کہ یہ عند ابی حنیفۃ ہے اس پر طالت کرتا ہے  
 علی المذہب و اذا قالوا عند کذا لای کہتے ہیں کہ یہ عند کذا ہے جب کہ شیعہ میں یہ ہے  
 و ذالک علی الروایۃ عنہ (محمۃ الرماح) امیر پلاٹ کرتا ہے کہ اسکی سنیک روایت ہے (محمۃ الرماح)  
 و لایم فم علیہ البناء قالوا و ادبہ اور قریب بنارہ اٹھائی جاتے تھے ان کے کہلے کہ  
 السقط الذی فی دیارنا علی القبور مراد اس کو سقط کر دیا جو اسے راز میں تھیں ہوتا ہے  
 و لایجعل السقط علی القبور (خزانۃ الفقہ) قبور پر سقط کی ممانعت ہوئی (خزانۃ الفقہ)  
 کسہ ابو حنیفۃ البناء علی القبور ہم بضم فاء و بفتح تین کہ قبور بنا ہوا ہر ایک  
 و ان یعلم بعدامۃ قالوا مراد بالبناء کوئی علامت نہ کیجئے بنائی جائے کہتے ہیں  
 السقط الذی علی القبور فی دارنا روناہ امیر صاحب خط کو لایا دیل ہے و  
 و مفید المستفیدین عن المحیض و ہج ہما و و یمن بیان جاتے ہیں و مفید مستفیدین عن کیف  
 و استعار للتأبوت الصغیر جمع تأبوت یعنی بھی استعمال کیا جاتا ہو۔  
 و المغرب فی تفسیر لفظ المسقط (المغرب فی تفسیر لفظ المسقط)

مولانا رتنی نے ہمارے طریق مضمون پر صرف ہی غصہ من بیان کیا ہے اور کوئی  
 کوشش مولانا فاروقی پر سے اعتراضات دفع کرنے کی نہیں کی جو ائمہ میں بنا کر  
 اور کیے گئے ہیں ہمارے خیال میں کوئی ہمت نہیں رکھتے اور اگر وہ اعتراضات  
 بغیر محال ثابت بھی ہو جائیں تو ان سے حرمت قبور وغیرہ ثابت نہیں ہو جاتی۔



امر بالمعروف کرتے ہیں مگر نفسانیت و خالی بنین پر جیسا کہ اس شریعت سے ہر مسلمان  
 پر یہی کڑی تائید و سیاق ہے ان کے امر بالمعروف سے پرہیز فرمادی ہے۔ اگر وہ باہرینہ ظاہر میں بت  
 مقدس و پاکینہ معلوم ہوتے ہیں مگر باطن انکاتیت و تاریکی ہو انکے اعمال اگر ظاہر میں اچھے  
 معلوم ہوتے ہیں مگر باطن میں نفاق بھرا ہوا ہو جیسا ان کے چہرہ کو معلوم ہوتا ہو کہ دارھیان  
 انکی اپنی سے لگی ہوئی ہیں۔ چنانچہ اگرچہ کسی بی گناہ کی زندگی نہ ہوں اگرچہ چھوٹی  
 حصہ کی زبان سے ملتا تو وہ ایسے اعتقادات کو چھوڑ دیتے۔ اور قبول دینا اللہ پر ہل و  
 بار کو اچھا جانتے ہیں اور مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرتے ہیں اور مسلمانوں کی  
 خونریزی کو بہتر جانتے ہیں دھی الغوظ سے قبل الاولیاء بل حند و ولد النبی و اهل  
 الدملہ اور مسلمانوں کے مالوں کو مال غنیمت شمار کرنے ہیں اور شرک کے لفظ کو مسلمانوں  
 کو مخاطبہ کرتے ہیں اور شفاعت کی اہانت کرتے ہیں جو نبی علیہ السلام کی واسطے ثابت ہو  
 و یعیب موال السلین و استعلا لہما و الغلاب بنا مشرک لعم و لا و ذاع بالشفاعة  
 انشا بئہ لانبیاء و نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ہیں انکے عین ایمان کو اور ایک جوانی لکیر  
 سے بتر جانتے ہیں وہ لوگ علی الاعلان ممبروں پر علی رؤس الاشہاد کہتے ہیں کہ یہ  
 لکیریں ہماری محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نافع تر ہے اس واسطے کہ ہم اس لکیری پر لکیر  
 ہیں و بکیرین کو اس سے چلتے ہیں اور خوف سعادت ہم اس لکیری کو استعمال کرتے ہیں  
 اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت کے کچھ نفع نہیں پہونچا سکتے۔ انوذ باللہ من ذلک  
 تو محمد علی النابر و عند الجماعات و رؤس الاشہاد بالاعلان ایمان الناس ان صلتنا  
 ماہذہ انفع لنا من محمد بالاعلان لاننا نشتکیہا و نشتکیہا علی الغنم نستعملها و

الاھوال دمحمدا یعنی منعا شیئاً بعد الالاتحال انتہی کیا ایسے لوگوں پر اسلام کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ لوگ اسلام سے خارج فرعون وہمان سے بدتر رکھے جاسکتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وقعت اُن کے نزدیک نہیں ہے تو قبور کی کیا وقعت ہو سکتی ہو چنانچہ بارہا انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر پر بولی و براز کیا ہے جیسا کہ مروی ہے: **قد اخبی رجل من طائف متعبد قبور ابن عباس**۔

رضی اللہ عنہما ان ہولاء یعنی دنِ عذاب اعلیٰ قبرہ باللیالی وانا احمل الخبز وادمیہ و تحقیق ہذا بالتوالی اور اولیاء اللہ اور انبیاء کو صیغہ ندا سے توسل کر سکیں گے جہاں کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولیاء اور انبیاء مر گئے ہیں اور سُنے اور دیکھنے کی قوتیں اُن سے لیلی گئی ہیں پس اُن سے توسل اور ندا: ایسا ہو جیسا پتھر و لُت، اکرنا اور توسل کرنا ہو حالانکہ نفوس اولیاء اور انبیاء کے قید سے بعد مرنے کے چھوٹے ہیں اُنکی قوت زندہ ہو رہی ہے۔ نفوس اولیاء کے بعد مفارقت ابدان کے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں اور دیوانوں اور پہاڑوں میں ہے اُنکے نفوس کے نزدیک کیساں ہو روح اُنسی بعد مرنے کے بسیط ہوتی ہے اولیاء اللہ پر کیا منحصر ہے بلکہ عامہ مومنین اور کفار اور یہود اور نصاریٰ بھی بعد مرنے کے سُتے ہیں اور قوت اُنکی باقی رہتی ہو چنانچہ جنگِ بدر میں ابو جہل وغیرہ مقتول ہوئے اور نشین اُنکی کو وہ نہیں ڈال دیے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا یا فلان قد وجدت ما عندی ربی حق فعل وجد تم ما وعدکم بحق فقیل یا رسول اللہ اتنا دیم ہم اموات فقال صلی اللہ علیہ وسلم والذی انسی بیدہ انعم لا سمع مجدا الکلاہ منکم لا انعم لا یقدرون علی الجواب یہ معنی

صاحبِ محرم کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ اُن تین سال کو زندہ لاکھ دھروہ میں مردہ خطا کے سزا و نیشن  
پس فرمایا سیفِ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تم لوگوں اس کی حکایت نہ کرو تین مہری جان ہر وہ تین سال جو  
دیگر پتا زمین ہوتا ہے۔ یہ مال کفار ناجائز ہے جو نہ کہ سنی بن مومنان کی نہ کہ چرچا زکوٰۃ منی  
مرد و حضراتِ سنی بن مومنان کے یہ مال کو بیچ کر تین ارسل میں والی اور کفن پسانو  
کو اور نماز پڑھانے والوں کو اور دفن کرنے والوں کو اور جنازہ کے ہمارے کو چچا تین چنانچہ حضرت علیؓ بنا  
سے مہری ہوا۔ ان میں مبتدع، ملاحی، عیالیکان، ہلا، بدو، الغد، فیصلہ، نہ، وکلفہ، نہ، والنیل  
اللہم ارحمنا انک ابن النبی ذی الرضی عنہ وروح المومنین مرسلہ مرسلہ عذاب حیث شہد  
اور حضرت علیؓ نے مہری اللہ ذی الرضی عنہ کی ہر سال اللہ من جہنم یخرج نہ سدا ورحمہم  
کان فی جہنم فخرج عنہ فہم فی فیض فی الارض انہم فیضاً معنی نہیں ہر سال زمین کی حریت  
روح اسکی ماہ آتی ہر سال ہر مرد کی ہر تین ہوا اور اس سزا کا اچھا ہے پس زمین میں  
پھر رہا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اذکار (جبل نقبہ) میں لیا  
فلعلہ علیہ علیہ السلام و عرفہ و اذکار بقبر لایہ فیہ فلعلہ علیہ السلام و سید بن مسیب  
مروسی ہے کہ انھوں نے سدا کی روایت یہ ہے کہ انھوں نے اذکار المومنین فی ہر سال  
الارض تدھب حیث شہادت یعنی ہر تحقیق مومنین کی روحیں ہر سال زمین سے  
جہان چاہی ہیں جاتی ہیں اور اسرار کون کو وہ مطلع ہیں سوا علیہ انھوں نے حلت کی ہر سال  
عالم شہادت کو ہر سال عالم غیب کہ وہ عام وسیع ہے ہر سال جمعا پر اس کے ہوتا ہے کہ جو  
خود ہر سال کے مرکب ہیں اور دوسرے کو مافوت کرتے ہیں اور مشرک بتاتے ہیں۔ خود ہر سال  
روزانہ کے مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کہ زمین اور ہر سال کے التجات بن کہتے ہیں۔





# AOCL Call. Sub. تفسیر قرآن

حضرت اساتذی و مرشدی ملک العلماء و بحر العلوم جناب مولانا محمد عبد الباقی صاحب  
عم فہم نے انعامے درس قرآن میں جو عظمت و افاضات فرمائے تھے ان کا کچھ حصہ الطاف الرحمن تفسیر قرآن  
کے نام سے مرتب ہو کر طبع ہو گیا ہے اور تفسیر بھی انشاء اللہ جلیل شائع ہوگا

یقیناً اس میں خوراکی الفاظ ہیں کہ ایسی جامع مکمل اور کثیر الملوکات تفسیر شائع ہو جانا نہ  
صرف مسلمانوں بلکہ ملک کی خوش طبعی ہے اپنے علم و یقین کی بنا پر عرض کیا جاتا ہے کہ اس  
زیادہ مکمل و افصح اور ضخیم تفسیر آج تک اردو زبان میں نہیں شائع ہوئی اور حضرت مولانا مظلہ  
جو ہمہ کمال عالم علم و طریقت و شریعت کے جمع البحرین ہیں اس لئے اس تفسیر میں قرآن کے علوم مظاہر  
و علوم باطن و ظہور کو واضح کیا گیا ہے جیسے یہ تفسیر مبادی و معانی کی مجموعہ رہا ہوگی اس لئے اس کا تسلسلہ  
حقیقت کی جی شمع ہدایت ہے اسی کیساتھ موجودہ ضروریات کے متعلق قرآن کی تفسیر پہلو اور استدلال و عقائد کے متعلق  
صحیح فساد و ملاحق قرآن کو بھی پوری تحقیق و واضح کیا گیا ہے حضرت مولانا مظلہ نے یہ کتاب اس عظیم فریضہ کی محنت  
فرمائی ہے اس نفع مند قلم و با عظمت دارالعلوم کی ہر ایک کتب کے لئے امید ہے کہ نہ صرف کتاب کے تفسیر و احکامات بلکہ  
کے مفاد کیلئے ہر کتاب کی اشاعت میں خاص قہر کی جائیگی کتاب کا فائدہ نہایت عالی و اود و بیاعت میں بھی حاصل ہو سکے گا  
خطہ دارالکتاب کے بارے میں یہ قول ہے تاجران کتب کیلئے خاص کمین رکھا گیا ہے جو نہایت خط و کتابت فرما کر دے گا۔

محمد الطاف الرحمن قدس سرہ و اہل بیتہ و اہل کتبہ و اہل تظاہر قرآن کی محنت و

